THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں دو بار

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء) میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۸ | مورخہ ۱۵ جون ۱۹۲۸ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۶ ذوالحجہ ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

۱۷ جون ۱۹۲۸ء کے جلسہ کے متعلق آخری گذارش

الفضل کا یہ آخری پرچہ ہے۔ جو احباب کرام کو ۱۷ جون کے جلسہ سے قبل پہنچیگا۔ اس لئے اس تحریک کے متعلق یہ آخری گذارش ہے۔ کہ جلسہ کو ہر طرح کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔ اس کام کے لئے اگر چند دن اپنا آرام و آسائش قربان کر دینا پڑے۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اور ہم ہر اس شخص سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور الفت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اور کوئی مسلمان ہی کس طرح کہلا سکتا ہے۔ جب تک اس کے دل میں بانی اسلام کی الفت نہ ہو۔ امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ سر توڑ کوشش کریگا۔ کہ ۱۷ جون کا جلسہ ایک یادگار جلسہ ہو۔ اور اس کے فیوض کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہو؛

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اپنے ذاتی بغض اور کینہ کی وجہ سے اس تحریک میں جو سرور دو عالم کی شان کے اظہار کیلئے کی گئی ہے۔ روڑے اٹکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور ان کی افسوسناک مخالفانہ کوششوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جلسہ کی کامیابی کیلئے خاص جد وجہد سے کام لینا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے ان لوگوں کی ہمتوں میں برکت ڈالیگا۔ جو جلسہ کو کامیاب بنانے کی سعی کریں گے؛

جلسہ کے معاً بعد ضروری روئداد اشاعت کیلئے الفضل کو بھیجنی چاہیئے۔ اور دوسرے مسلمان اخبارات کو بھی۔ خصوصاً انقلاب لاہور۔ ہمدم لکھنؤ۔ مشرق گورکھپور۔ وکیل امرتسر۔ تیز سول ملٹری گزٹ لاہور اور پائنیر الہ آباد کو بھی۔

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ ۱۷ جون کو قادیان میں جو جلسہ منعقد ہوگا۔ اس میں حضور تقریر فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جناب مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کے بعض ضروری کاموں کے لئے شملہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے کلکتہ جائیں گے اور ۱۷ جون کے جلسہ میں لیکچر دینگے۔ جناب حافظ روشن علی صاحب ۱۷ جون کو لاہور میں لیکچر ہوگا۔ اور میر قاسم علی صاحب راولپنڈی کے جلسہ میں تقریر کریں گے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اس سال امتحان انٹرنس میں کامیاب ہوئے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے؛

آج (۱۳ جون) حافظ جمال احمد صاحب مع اہل و عیال ماریشس روانہ ہوئے

الفضل کا دوسرا خاتم النبیین نمبر

احباب سے نہایت ضروری گذارش

جن بزرگوں دوستوں اور قابل احترام خواتین نے الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے لئے مضامین اور نظمیں ارسال کیں۔ ان کی اس بیش قیمت شفقت اور مہربانی کا ہی شکریہ ادا نہیں کیا جا سکا کہ اب مزید گذارش کرنے کی جرأت کی جا رہی ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ ان کی نوازش اور کرم نے ہی اس بات پر آمادہ کیا ہے۔ کہ الفضل کا دوسرا خاتم النبیین نمبر جس کے متعلق مفصل اعلان دوسری جگہ درج ہے۔ اس کیلئے مضمون لکھنے کی درخواست کی جائے۔

ایک خاص بات جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ یہ ہے کہ جو اصحاب احمدی ہوں۔ یا غیر احمدی۔ یا غیر مسلم ۱۷ رجون کے جلسہ میں مضمون پڑھیں۔ وہ جلسہ کے بعد جلد سے جلد اپنے مضمون بھیجدیں۔ اور جو زبانی لیکچر دیں۔ وہ بھی بہت جلدی اپنے مضمون قلم بند کر کے ارسال فرما دیں۔ تا کہ ان کی اشاعت کا انتظام کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ہی ہر جلسہ کے احمدی منتظمین سے ہماری گذارش ہے۔ کہ وہ ایسے مضامین کے حاصل کرنے اور ہمارے پاس پہنچانے کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ خاصکر غیر مسلم اصحاب کے مضامین۔ ایسے اصحاب اگر زبانی تقریریں کریں۔ تو اس کیلئے بہترین صورت یہ ہوگی کہ ان کی تقریریں قلمبند کر کے اور پھر انہیں دکھا کر اور ان کے دستخط کرا کر بھیجدی جائیں۔

امید ہے احباب اس گذارش کا خاص خیال رکھکر الفضل کو شکر گذاری کا موقعہ دیں گے ؛

---

۱۷ رجون کے جلسہ کے متعلق ضروری امور

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیئے۔ کہ ۱۷ رجون کے جلسہ کی رپورٹ الفضل اور دیگر اسلامی اخبارات انقلاب۔ زمیندار۔ سیاست۔ ہمدم لکھنؤ ہمدرد دہلی وغیرہ میں بھیجنے کے علاوہ سول ملٹری گزٹ لاہور اور پاؤنیر الہ آباد کو بھی بعد از جلد ارسال کریں۔ رپورٹ حتی الامکان بذریعہ تار بھیجی جائے۔ اخبارات کو تار بھیجنے کی اجرت عام تار سے بہت سستی ہوتی ہے۔ یعنی اخبار کو تار بھیجنے کے لئے ۴۸ الفاظ کے واسطے صرف ۸ ر خرچ ہوتے ہیں ؛

(۲) جلسوں میں مدراس۔ کلکتہ۔ گورکھپور۔ لاہور۔ امرتسر۔ انبالہ وغیرہ وغیرہ مقامات کے ان ہندو اصحاب کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جائے۔ جنھوں نے ان جلسوں کو کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔

(۳) جماعت ہائے لاہور امرتسر۔ سیالکوٹ۔ فیروز پور۔ گوجرانوالہ

”الفضل کا خاتم النبیین نمبر“

سات ہزار چھپا اور ختم ہو گیا

الفضل کا خاص نمبر ۷۲ صفحے حجم پر چھپوایا گیا تھا۔ اور اس کی نسبت بار بار اعلان کر دیا تھا۔ کہ جس قدر تعداد کسی مقام پر مطلوب ہو پہلے اطلاع دیں۔ ۵ رجون تک آئی ہوئی درخواستوں کے مطابق جس قدر تعداد مطلوب تھی۔ احتیاطاً اس سے ایک ہزار زائد چھپوایا گیا تھا۔ سو تاریخ اشاعت تک آئی ہوئی تمام درخواستوں کی تعمیل کر دی گئی۔ اور پرچہ ختم ہو گیا۔ اب ہم کسی آرڈر کی تعمیل نہیں کر سکتے ؛

اس نمبر کی اشاعت محض فضائل نبوی کے نشر و اشاعت کے نقطۂ خیال سے کی گئی ہے۔ جو خرچ اس پر ہوا ہے۔ اپنے خریداروں کو مفت دینے کی وجہ سے باقی پر اگر خرچ پھیلایا جائے تو اصل لاگت ۳ ر فی پرچہ بنتی ہے۔ مگر ہم نے چار آنے قیمت رکھی اور ایک آنہ فی پرچہ کمیشن وضع کرنے کے بعد ۳ ر فی پرچہ پڑتا ہے محصولڈاک بھی کئی حالتوں میں ہم نے خود ادا کیا۔ پس الفضل کے فنڈ پر کم از کم آٹھ سو روپیہ کا زائد خرچ پڑا ہے۔ اشتہارات کی اجرت صرف ۴۔۵ ہزار اشاعت کو مدنظر رکھ کر مشتہر کی تھی۔ مگر بعد میں پرچہ سات ہزار چھپا۔ اس لئے اشتہارات کا خرچ طبع اور اجرت سے پانچ روپے فی صفحہ زائد رہا۔ پس باوجود معمولی پرچہ کی اشاعت کے ساتھ ساتھ قریباً ایک ماہ ایڈیٹوریل عملہ کے دن رات خاص پرچہ کی تیاری میں مصروف رہنے کے مالی لحاظ سے بھی ہم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ اگر ایجنسیوں اور مشتہروں سے قیمت وصول ہو گئی۔ تو بھی کم از کم آٹھ سو روپیہ الفضل پر بار رہے گا۔ ورنہ زائد۔ تاہم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ جو مقصد اس کی اشاعت کا تھا۔ وہ بڑی حد تک پورا ہو رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حضرت خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ علیہ رب العالمین کی ستائش سے زمین معمور ہو۔ اور قوموں کی زبان پر اس جاہ و جلال کے نبی کی تعریف کے سوا کچھ نہ ہو۔ اور دنیا اس نور کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے والی بصارت اور بصیرت پائے۔ الحمدللہ الفضل کو بھی اس کام میں حصہ لینے کی توفیق حاصل ہوئی ؛

(مینجر)

ہ اور لائل پور کو خصوصاً اور دیگر بڑے بڑے شہروں کی جماعتوں کو عموماً اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ان کے ارد گرد دیہاتوں میں جو جلسے ہوں۔ ان کے لئے مقررین بھیجنا ان کا فرض ہے۔ اس میں انہیں قطعاً کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ قادیان سے کوئی لیکچرار نہیں بھیجے جا سکیں گے ؛

سکرٹری ترقی اسلام قادیان

الفضل کا ایک اور خاتم النبیین نمبر

خاتم النبیین نمبر کے لئے ابھی درخواستیں کثرت سے آ رہی ہیں۔ اور بعض احباب بذریعہ تار پرچے طلب کر رہے ہیں۔ اس وقت تک جو درخواستیں پہنچی ہیں۔ وہ پرچہ کی اشاعت سے قبل کی ہیں۔ پرچہ دیکھنے کے بعد بہت سی درخواستوں کے آنے کی توقع ہے۔ لیکن افسوس ! کہ ہم احباب کے ارشاد کی تعمیل سے معذور ہیں۔ کیونکہ جو پرچہ باہر بھیجا جانے والا تھا۔ وہ سب کا سب بھیجا جا چکا ہے۔ لیکن جہاں ہم ان احباب کو یہ مایوس کن اطلاع دے رہے ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑی خوشخبری بھی سناتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اگر ہمارے پاس ایک معقول تعداد میں درخواستیں آ جائیں۔ تو ہم ۱۷ رجون کے بعد ایک اور خاتم النبیین نمبر شائع کریں گے۔ جو شائع شدہ نمبر سے ہر لحاظ سے بڑھا ہوا ہو گا۔ اس میں ان بہترین مضامین کے علاوہ جو ۱۷ رجون کے جلسوں میں قابل اور لائق اصحاب کی طرف سے پڑھے جائیں گے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا بھی وہ مضمون شائع کیا جائے گا۔ جو حضور ۱۷ رجون کے جلسہ میں سیرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیان فرمائیں گے۔ اور جو نہایت ہی قیمتی اور بے نظیر مضمون ہوگا ؛

اس پرچہ کے حجم کے متعلق صحیح طور پر فیصلہ تو مضامین حاصل ہو جانے کے بعد ہی کیا جا سکے گا۔ لیکن اتنا اس وقت بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ سو سوا سو صفحہ سے کم حجم نہ ہو گا۔ لکھائی چھپائی کا خاص اہتمام کیا جائے گا۔ اور کاغذ بھی عمدہ لگایا جائے گا۔ مگر یہ سب کچھ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ۱۲ رجون کے خاتم النبیین سے زیادہ اس کے لئے درخواستیں موصول ہوں۔ اور یہ پرچہ

کم از کم دس ہزار کی تعداد

میں شائع کیا جائے۔ پس احباب کو چاہیئے۔ کہ ابھی سے دوسرے خاص پرچہ کے متعلق درخواستیں بھیجنا شروع کر دیں۔ تا کہ خریداری کی درخواستوں کا اندازہ لگا کر پرچہ کی تیاری کی جا سکے ؛

اس قدر پھر عرض کر دیا جاتا ہے کہ یہ دوسرا خاص پرچہ ہر لحاظ سے بہت شاندار ہو گا ؛

احباب پہلے تو خاموش رہتے ہیں۔ جب پرچہ ختم ہوتا ہے تو پیچھے فرمائشیں بھیجنے لگتے ہیں۔ امید ہے اب کے پہلے ہی اپنے ارشادات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ - جون ۱۹۲۸ء | جلد ۱۵

نبی اُمّی کا سب سے بڑا فیضان

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

تیسرا نبی جو آیا - اس نے خدا دکھایا * دینِ قویم لایا - بدعات کو مٹایا
حق کی طرف بلایا - مل کر خدا ملایا * یہ روز کر مبارک سُبحان مَن یرانی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کو کیا دینے آئے تھے ؟ وُہ سب سے بڑی چیز جسے آپ بنی نوع انسان کے لئے لائے تھے - اس کا نام ہے **اسلام**۔

دیکھنا چاہئے - کہ آپ نے جو جو مذہب دنیا کے سامنے پیش کیا - اس میں کیا خوبیاں اور کمالات ہیں - جو دیگر مذاہب سے اسے ممتاز کرتی ہیں - میں نہایت مختصر طور پر مندرجہ ذیل سطور میں بطور خاکہ آپ کے آوردہ مذہب اسلام کی خصوصیات از حد اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں - تاکہ مجملاً ایک بیان آنحضرت کے علمی پہلو کا ناظرین کے سامنے آجائے - اور معلوم ہو جائے کہ ایسا مذہب جس دل و دماغ کی معرفت دنیا میں آیا ہے - وہ خود کیسا عظیم الشان شخص ہوگا - صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) **مساوات** :- اسلام میں رنگ - ملک - قوم - زبان کسی چیز کی تمیز نہیں - برخلاف دیگر مذاہب کے (ہندوؤں میں ذات پات - عیسائیوں میں گوروں کا گرجا الگ - کالوں کا الگ - یہودیوں میں بنی اسرائیل خدا کے بیٹے - اور دوسری سب قومیں ادنےٰ) صرف اسلام نے یہ کہا ہے - کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - یعنی خدا کے نزدیک ذات پات قوم - ملک کوئی چیز نہیں - بلکہ تقویٰ اور نیکی اس کے نزدیک عزت رکھتی ہے - اور بس - پھر مرد اور عورت دونوں کے لئے نجات کا راستہ برابر کھلا رکھا ہے - اور روحانی ترقی کا میدان دونوں کے لئے برابر وسیع ہے - اسی طرح ڈیم نگر اور کالا لوگ کے الفاظ اسلام کی ڈکشنری میں نہیں ہیں - نہ نحن ابناء اللہ واحباءہ کا جملہ کہیں دیکھنے میں آتا ہے *

(۲) **خالص توحید** :- نہ روح نہ مادہ نہ آکاش نہ زمانہ انادی ہیں - نہ اس کا کوئی بیٹا نہ جورو نہ وہ کسی کا محتاج ذات اور صفات میں یکتا - پھر صرف یہی نہیں کہ اپنی ذات اور قدرتوں میں اکیلا ہے - بلکہ مغز توحید یہ ہے - کہ انسان اس کو ایسا کامل الصفات اور قائم بالذات اور صاحب حسن واحسان مانے کہ اس کے مقابل تمام دوسری اشیاء اور تعلقات محض ہیچ ہو جائیں - اور وہ رنگ محبت اور عبودیت کا غالب ہو - کہ بے اختیار زبان اور دل سے یہ گواہی دے کہ لا الٰہ الا اللہ یعنی میرا کوئی محبوب اور کوئی مطلوب اور کوئی مقصود اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے صرف ایک خدا کہہ دینا ناقص توحید ہے - توحید جب کامل ہوتی ہے جب خدا ایسی خوبیوں والا ہو - کہ اس کے سوا کسی سے محبت نہ ہو سا اور نہ اس کے سوا کوئی مقصود رہ جائے - ایک شخص کہتا ہے - کہ خدا ایک ہے - دوسرا کہتا ہے - کہ میرا خدا ایسا ایک ہے - اور ایسی خوبیوں اور صفات والا ہے - کہ اس کے سوا ہر چیز میرے نزدیک ذلیل اور لاشئ ہے - اور میرے دل میں سوائے اس کی محبت اور عظمت اور خدمت کے اور کسی کی حقیقی محبت اور عظمت نہیں ہے - تو ان دو شخصوں کی توحید میں بڑا فرق ہے ایک کی توحید مردہ ہے - دوسرے کی توحید میں گویا ایک جان پڑ گئی - اور خیالی سے عملی رنگ میں آگئی - یہ اسلامی توحید ہے - جو کسی اور نے پیش نہیں کی - سوائے آنحضرت صلعم کے *

(۳) **آنحضرت کے مذہب کی وسعت اور ہر شعبہ میں اس کا کامل ہونا** اتنا وسیع مذہب کوئی نہیں جتنا اسلام ہے - جس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ صفات الٰہیہ - اخلاق - سیاست - ایمان - عبادات - عقائد - معاملات - تعزیرات حقوق - تمدن - وراثت - علوم - رسوم - معاملات - اخوت و مساوات - نیکی بدی - حفظان صحت - حلال حرام - معاشرت دعا - قیامت - حشر - نشر - جنت دوزخ - غرض دنیا اور آخرت کے ہر ضروری حصہ پر ہدایات اور مکمل بیان اور احکام موجود ہوں - پھر وسعت کا کمال یہ ہے - کہ اصول خود بیان کر دئے ہیں - اور جزئیات میں عقل تفقہ اور اجتہاد کے دخل کو تسلیم کیا ہے - اس طرح مذہب نہ تنگ ہوتا ہے نہ ناقابل برداشت - اور نہ بچوں کا کھیل بن جاتا ہے - کہ ہر شخص دخل دیتا پھرے - اسلامی شریعت کامل شریعت ہے - اور تمام گذشتہ صداقتیں اس میں جمع ہیں *

(۴) **اسلام نے تمام گذشتہ مذاہب کے پیغمبروں کو سچا تسلیم کیا ہے** (دیکھو آیت ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر) اور مانا ہے - کہ اگر کسی شخص نے خدا کے رسول ہونے کا دعوےٰ کیا - اور خدا کا کلام پیش کیا - اور پھر وہ مذہب دنیا میں قائم ہو گیا - تو وہ پیغمبر اور مذہب سچا تھا - بعض پیغمبروں کو نام بنام بیان کیا ہے - اور بعض کو نہیں - یہ سب سچے پاک معصوم خدا کے پیارے اور کامل فرمانبردار بندے تھے علیہم السلام

(۵) **اسلام کے تمام مسائل علم اور عقل کے مطابق ہیں** عقل سلیم اور علوم صحیحہ کے مخالف ایک مسئلہ بھی نہیں - ہاں بعض روحانی امور عقل سے بالا ہوں تو ہوں *

(۶) **آنحضرت نے جو پھل اس مذہب کے (صحابہ کی جماعت) پیدا کئے وُہ تاریخ عالم میں بے نظیر ہیں** کسی مذہب نے اس کثرت سے اور ایسے اعلےٰ پھل نہیں پیدا کر کے دکھائے - پھر اتنی جلدی *

(۷) **جو کتاب آپؐ لائے وہ محفوظ ہے** :- دنیا میں کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں - جو تحریف سے خالی ہو - سوائے قرآن مجید کے - یہاں تک کہ گرنتھ اور ستیارتھ پرکاش جیسی موجودہ زمانہ کی کتابیں بھی تحریف سے نہیں بچیں - اسی طرح وید - انجیل اور توریت کی تحریفیں مشہور اور ظاہری ہیں - لاکھوں - کروڑوں حافظ قرآن کے تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں - اور ہر ملک میں اس کا مطلب بتانے والے عالم موجود ہیں -

(۸) **اسلام کا پھل دائمی ہے** :- ہر زمانہ میں ایسے انسان پیدا کرتا ہے - جن کا تعلق خدا سے ہوتا ہے - جن کی تائید خدا کی طرف سے ہوتی ہے - اور جن پر کلام خدا کی طرف سے اترتا ہے اکلہا دائم وظلہا

(۹) **اسلام کی کتاب میں اختلاف نہیں** :- لیکن دنیا کی اور ہر مذہب کی کتاب میں اختلاف موجود ہے - علاوہ اختلاف کے

ان کے خدا کا کلام خدا کے کام سے بھی مخالف ہے۔ یعنی علوم صحیحہ کے برخلاف ان میں بیانات پائے جاتے ہیں۔ اور اکثر کتابوں میں فحش موجود ہے اور بکثرت ناقابل عمل باتیں ان میں مندرج ہیں

(۱۰) **اسلام عالمگیر مذہب ہے:۔** جو ہر انسان اور ہر قوم اور ہر ملک کے حالات کے مطابق ہے۔ بڑا۔ چھوٹا۔ تندرست بیمار۔ عورت مرد۔ غریب امیر۔ رعایا بادشاہ۔ بے علم اور فلاسفر ہر ایک کے لئے اس میں ہدایات موجود ہیں۔ اور ہر فرزند کے لئے مخلصی کی راہ کشادہ ہے۔ ہر شخص اس میں داخل ہو سکتا ہے اور ہر وقت داخل ہو سکتا ہے تبلیغ عام ہے۔

(۱۱) **اسلام کی تاریخی حالت (کامل ہے)** اور محفوظ ہے۔ آنحضرتؐ کا ہر قول فعل ہر حرکت سکون۔ قرآن کے نزول کا حال اور اس کی آیت آیت۔ غرض تمام تاریخ اسلام کی حرفاً حرفاً موجود ہے یہ بات کسی مذہب کو نصیب نہیں۔ بلکہ ان کے موجدوں کے متعلق بھی شبہ ہے کہ کون تھے۔ اور کہاں کے تھے۔ اصلی تھے یا فرضی۔

(۱۲) **اسلام کا مطمح نظر انسان کے مقصد کے بارے میں تمام دیگر مذاہب سے اعلےٰ ہے** (دوسرے مذاہب نے) انسان کی انتہائی ترقی **نجات** رکھی ہے۔ یعنی انسان گناہ اور اس کی سزا سے بچ جائے لیکن اسلام نے انسان کا مقصد **فلاح** رکھا ہے۔ یعنی صرف عذاب سے نجات پانا نہیں بلکہ کامیابی اور حصول مقصد اور ترقی دائمی۔ اور ہر سچی خواہش کا پورا ہونا۔

(۱۳) **اسلام انسان کی لا متناہی ترقی کا قائل** ہے۔ نہ تو تناسخ کا محدود چکر ہے۔ کہ پھر پھر کر خواہ کروڑوں برس گذر جائیں۔ وہی انسان۔ وہی دنیا۔ وہی حالات۔ نہ یہ کہ دنیا سے رخصت ہو کر اعمال اور ترقی بند۔ نہ یہ کہ خدا کی ذات میں گم اور معدوم۔

(۱۴) **اسلام ہر شخص سے نجات اور فلاح کا وعدہ کرتا ہے** (جنت ابدی ہے۔ اور دوزخ عارضی بالآخر گنہگار اور کافر) بھی اپنی آلائشوں اور گناہوں سے پاک ہو کر آخر اللہ تعالےٰ کی رضا کے مقام پر پہونچ جائیں گے عیسائیت کا دائمی دوزخ اور آریوں کا ابدی چکر اور دہریوں کا فنا فی المادہ ہو جانا فطرت انسانی کی تسلی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ روح انسانی ابدی راحت اور خوشی اور دائمی ترقی کی طالب ہے۔

(۱۵) **محمد رسول اللہ کی کتاب زندہ زبان میں ہے** کہ اس کے مطالب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کسی مردہ زبان میں نہیں کہ جس کا بولنے اور سمجھنے والا روئے زمین پر کوئی ہے ہی نہیں جو چاہے۔ جس لفظ کے معنے کر دئے۔ لاکھوں کروڑوں انسان اس کا مطلب سمجھنے والے اور دوسروں کو بتانے والے دنیا میں موجود ہیں تورات وانجیل کی عبرانی زبان۔ وید کی سنسکرت۔ ژند وستا کی قدیم پہلوی۔ بدھ مذہب کی پالی یہ سب زبانیں مردہ ہو چکی ہیں اور دنیا میں ایک متنفس ان کا بولنے والا نہیں۔

(۱۶) **اسلام تمام دینوں سے زیادہ آسان اور سادہ دین ہے** (الدین یسر) نہ تو تثلیث۔ اور کفارہ کے مسائل کی طرح کوئی اعتقادی مسئلہ ایسا ہے۔ کہ انسانی دماغ میں کسی طرح گھس ہی نہ سکے۔ نہ اعمال ایسے سخت اور تکلیف دہ اور شاق ہیں کہ ان کا کرنا مصیبت ہو۔ بلکہ اعمال اور ایمان کی لذت اور ان کا ایک قسم کا بدلہ اور جنت یہیں ساتھ کے ساتھ مومن کو ملتی جاتی ہے۔ اور فرضی ادھار پر دین کا انحصار نہیں رہتا۔

(۱۷) **اسلام زندہ اور نشانات کا مذہب ہے**۔ اسلام میں ہر شخص کے لئے دنیا میں خدا سے ملنے کا راستہ کھلا ہے۔ اور اس کے لئے طریقے اور باقاعدہ راستے موجود ہیں۔ اور مسلمان کو وہ خدا ملتا ہے۔ جو خود انا الموجود کہتا ہے۔ نہ یہ کہ کسی کتاب کا یا کسی دماغ کا اختراع اور ایجاد کیا ہوا فرضی خدا ہو جو خدائے خالق نہیں۔ بلکہ انسانی تخیلات کا خود مخلوق ہو۔

(۱۸) اسلام نے **مسئلہ دعا** کو مذہب کا ایک عظیم الشان جزو قرار دیا ہے۔ اور فطرت انسانی کو خالق فطرت سے تعلق پیدا کرانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور ہر موقعہ اور ہر محل کے لئے دعائیں خود بتائی ہیں۔ دنیا اور دین کا کوئی فردی امر اور کوئی حاجت نہیں۔ جس کے لئے قرآن اور حدیث میں دعا موجود نہ ہو۔ غرض دعا نے جو حقیقی مغز عبادت کا ہے۔ انسان کے ہر شعبہ زندگی پر احاطہ کر رکھا ہے۔ اور اس طرح ہر وقت مسلمان کا تعلق خدا سے قائم کر رکھا ہے۔

(۱۹) کسی مذہب کا کسی مذہبی کتاب کا کسی مذہبی جماعت کا کسی موجد مذہب نے **نام** نہیں رکھا۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آپ نے اپنے مذہب کا نام **اسلام** رکھا۔ اپنی کتاب کا نام **قرآن** رکھا۔ اپنی امت کا نام **مسلمان** رکھا۔ اور آپ کا نام **محمد** تھا ہی صلی اللہ علیہ وسلم۔ نام میں ہی کسی مذہب کا سب سے بڑا اصل بیان ہو سکتا ہے اور نام بھی ایک بڑی طاقت اور ایک بڑا اثر رکھتا ہے۔

اسلام کے معنے ہیں۔ امن۔ سلامتی۔ سلامت روی روحانی اور جسمانی۔ نیز اس کے معنے ہیں۔ اپنی تمام خواہشات اور ہر چیز کو خدا کی رضا کے ماتحت کر دینا۔ **محمدؐ** کے معنے ہیں وہ شخص جس میں کوئی عیب اور نقص نہ ہو۔ بلکہ تمام خوبیوں کا اعلےٰ ترین مجموعہ ہو۔ **قرآن** کے معنے وہ کتاب جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہو۔ **مسلمان** کے معنے صلح جو۔ اللہ کا فرمانبردار اور سلامتی کے راستوں پر چلنے والا شخص۔ ناموں تک کے متعلق لفظی کمال کسی اور مذہب کو حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ حقیقی اور معنوی کمال حاصل ہو۔

(۲۰) **وہ نئی باتیں جو اسلام دنیا میں لایا:۔**

(الف) **فیہا کتب قیمۃ**۔ یعنی تمام پہلی صداقتیں ایمانی اور عملی جمع کر دیں۔ جو مجموعی طور پر پہلے کسی کتاب میں موجود نہ تھیں۔

(ب) **مکارم اخلاق کی تکمیل** کی اور ان کا اعتدال قائم کیا۔ اسلام سے پہلے ہر مذہب نے خاص خاص اخلاق پر زور دیا تھا کسی نے سختی پر کسی نے نرمی اور عفو پر۔ مگر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ آپ نے ہی اخلاق فاضلہ کا اعتدال دنیا میں قائم کیا۔ اور ہر خلق کو ضرورت اور اصلاح کے ماتحت رکھا

(ج) اسلام اور آنحضرتؐ تمام دنیا کے لئے ہیں۔ آپ سے پہلے تمام پیغمبر اور تمام مذاہب مختص المقام اور مختص القوم تھے۔ اس کا ثبوت عملی رنگ میں دنیا میں موجود ہے۔ اور پھر کتب بھی ہی بھی اپنے تئیں خاص خاص قوموں کے متعلق بیان کرتی ہیں۔ اور باقی قوموں کو ذلیل سمجھتی ہیں۔ مثلاً اگر شودر وید سن لے۔ تو اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالو۔ یا مسیح نے فرمایا۔ کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ مگر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ یعنی میں تمام دنیا کے انسانوں کی طرف رسول ہوں۔ (یہ سورۃ مکی ہے جس میں یہ آیت ہے اس سے رد ہوتا ہے۔ ان لوگوں کا۔ جو کہتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے پہلے صرف عرب کی طرف رسول ہونے کا دعوے کیا جب مدنی فتوحات حاصل ہو گئیں۔ تو پھر تمام عالم کی طرف مبعوث ہونے کا دعوے کر دیا)

(د) **اسلام کی کتاب کامل کتاب ہے**۔ کوئی ضروری اخلاقی یا دینی ہدایت نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔ پھر قلیل الحجم بھی ہے۔

(ہ) **اسلام گناہ اور بدی کی جڑ کو کاٹتا ہے** اور دل کو پاک کرتا ہے۔ اور مذہب کوئی ایسا نہیں۔ جو گناہ کی جڑ کو کاٹے مثلاً غض بصر اور پردہ اور تعدد ازواج سے زنا کا راستہ بند کر دیا۔ نماز سے فحشا اور منکر کا انسداد کیا۔ شراب اور نشوں کی حرمت سے ہزاروں بدیاں معدوم کر دیں۔ قرضہ اور رہن وغیرہ میں تحریر کا حکم دے کر فریب اور غصب اور مقدمہ بازی کا راستہ مسدود کر دیا۔ روزہ کا حکم دے کر مالی اور شہواتی بدیوں کی جڑ کو کاٹ ڈالا۔ اشاعت فحشا۔ تجسس غیبت اور بدظنی کو حرام اور گناہ ٹھیرا کر سوسائٹی کو ہزارہا مفاسد سے نجات بخشی۔ اور مذاہب میں تو یہ باتیں گناہ ہی نہیں سمجھی گئیں۔

(و) **دنیا میں سب سے پہلے غلامی کو بند کیا**۔ اور انسان

کی آزادی کو قائم کیا۔ آنحضرتؐ سے پہلے کسی ہادی نے یہ کام نہیں کیا تھا ؛

(ز) **اسلام نے ہر قوم اور ہر ملک میں رسولوں کو** تسلیم کیا۔ اور ان کی عزت سکھائی۔ اور ان کو معصوم قرار دیا۔

(ح) **ہر حکم اور ہر دعویٰ کے دلائل دئے** ۔ تاکہ عقل انسانی کو اپیل کرے۔ اور بصیرت اور شرح صدر سے حکم کی پابندی ہو۔ نہ کہ جبر سے۔ جو مسئلہ قرآن نے بیان کیا ہے اس میں دعویٰ بھی خود کیا ہے۔ اور دلائل بھی خود ہی دئے ہیں۔ دیگر کتب اس بات سے بالکل گنگی اور عاری ہیں مثلاً خدا منوایا ہے۔ تو اس کے دلائل دئے ہیں۔ توحید کے دلائل دئے ہیں۔ نماز روزہ کا حکم دیا ہے۔ تو اس کے فوائد بیان کئے ہیں۔

(ط) **صفات اور اسماء الہی کا علم** ۔ یہ مضمون اسلام اور قرآن سے مخصوص ہے۔ کسی کتاب نے سے چھوا تک نہیں۔ قرآن نے الہی صفات کو اس قدر واضح کرکے اور عمدگی سے بیان کیا ہے۔ کہ خدا تعالے نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور اس کا حسن اور احسان بندہ کے دل میں گھر کر جاتا ہے۔ اس عظیم الشان مضمون سے دوسری کتب قریبًا کوری ہیں۔ حالانکہ یہی مذہب کی جان ہے ؛

(ی) **مابعد الموت کے حالات** ۔ قبر۔ برزخ۔ حشر نشر جنت دوزخ۔ میزان۔ پل صراط جزا و سزا وغیرہا کو جس صفائی اور عمدہ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اس کی نظیر بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی نہ اس قدر تفصیل ہے

(ک) اس کے علاوہ

علم جدیدہ کی بعض باتیں اور پیشگوئیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمائی ہیں۔ کہ کوئی شبہ نہیں رہتا کہ یہ رسول اور یہ کتاب عالم الغیب خدا کی طرف سے ہے۔

آنحضرتؐ کے بعد کوئی چوتھا حصہ کسی صدی کا نہیں گذرا۔ جس میں آپ کی کوئی پیشگوئی پوری ہو کر آپ کے صدق پر دلیل نہ ہوئی ہو۔ بحر روم اور بحر قلزم کا نہر کے ذریعہ ملایا جانا۔ ہر مخلوق میں نر مادہ کا دو وطاقت سے۔ وہ کا وجود میں آنا۔ برف اور پانی سے بخاروں کا علاج ہر بیماری کی دوا کا نیچر میں موجود ہونا۔ ہر مخلوق میں زندگی کی موجودگی۔ جلد کی لکیروں سے مجرموں کی شناخت۔ چوہوں کے مارنے کا حکم۔ چاند کا اپنی روشنی کو سورج سے لینا۔ خلا میں ایتھر کا وجود۔ ہر نشہ والی چیز کا حرام قرار دینا۔ اجرام فلکی اور زمین کی گردش۔ ریل اور موٹر وغیرہ سواریوں کا پیدا ہونا۔ دریاؤں میں سے نہروں کا نکلنا۔ پہاڑوں کا اڑائے جانا۔ تمام دُنیا کا ایک شہر کے طور پر بن جانا۔ اور بجلی اور تار سے ملک سے ملک میں فوراً خبر پہنچنا۔ اس زمانہ میں اشاعت کے سامانوں کا مہیا ہو جانا۔ فرعون کی نعش کا اس زمانہ میں محفوظ نکلنا۔ ہر صدی کے سر پر اسلام میں ہادیوں کا پیدا ہونا۔ پھر چودھویں صدی میں ایک مسیح کا مبعوث ہو کر اسلام اور امت محمدیہ کو زندہ کرنا۔ غرض کوئی حد ان غیبی امور کی نہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ اور اپنے اپنے وقت پر پورے ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

غرض اس مختصر تحریر سے یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے صدق اور کمال پر وہ مذہب اور وہ تعلیم اور وہ کتاب بھی دلیل ہیں۔ جو آپؐ دنیا کے لئے لائے۔ اور جس کا ایک موٹا سا خاکہ اس خاکسار نے یہاں پیش کیا ہے۔ اور یہ کمالات اس ذات بابرکات کے ہیں۔ جو بالکل ان پڑھ اور اُمی تھا۔ اور ایسے ملک میں پیدا ہوا تھا۔ جہاں سوائے جہالت اور بت پرستی اور اندھیرے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ؎

امی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اعلان نظارت مقبرہ بہشتی

۲۲ رمئی ۱۹۲۸ء کے الفضل میں جو آمد مقبرہ بہشتی کی دکھائی گئی ہے۔ وہ مئی ۱۹۲۷ء سے اپریل ۱۹۲۸ء تک کی ہے۔ خزانہ کے حسابی سال سے اس کی مطابقت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خزانہ کی آمد کا سال یکم جون ۱۹۲۷ء سے ۱۵ رمئی ۱۹۲۸ء تک ہوتا ہے۔ اس لئے خزانہ میں جو آمد دکھائی جائے گی۔ وہ ۱۱½ ماہ کی ہوگی ؛ ذوالفقار علی خان ناظر اعلےٰ

دست اندر کار و دل با یار شو
آشنائی در زہے بیگانگی
مال را سرمایۂ اعمال ساز
قطرہ را تعلیم کن دُردانگی
در زبانِ شمع بر گو سوزِ خود
اندکے سیرت بکن پروانگی
نیک و آئین را ہمہ گردیدہ ایم
برق و خرمن را بدامن چیدہ ایم

فیضانِ محمدیؐ

:(۱):

عقل و عشق

(از جناب مولوی محمد احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل)

راہوار عقل را ہمیز کرد
خوش عنانِ عشق را بس تیز کرد

عقل را چوں آئینہ صیقل نمود
عشق را در عقل جلوہ ریز کرد

با خرد بے انتہا و خرمن سپرد
عشق را برقِ شرر انگیز کرد

عقل گو ہنگامہ ہا آراستہ
عشق برپا شورِ رستا خیز کرد

ساغرِ جم گشت عقل ذو فنون
عشق در ساغر شرابِ تیز کرد

عقل چوں پیمود ہر پست و بلند
پیشِ عشقش زار و سجدہ ریز کرد

عقل را دیوانگی آموختہ
ہمقرینِ عشق کم آمیز کرد

دست داد اسلام را تیغ دو دم
عقل را چوں عشق دست آویز کرد

ہر دو را گو سوز و سازے دیگر است
شمع با پروانہ کے پرہیز کرد

ما ہماں فرزانہ و دیوانہ ایم
شمعِ عقل و عشق را پروانہ ایم

:(۲):

دنیا و دیں

نیست در دنیا و دیں بیگانگی
داد ہر دو را بہم پروانگی

ترکِ دنیا گفتن و رُہباں شدن
ہست دور از شیوۂ مردانگی

غرقِ دنیا گشتن و نازاں بدن
انتہائے ذلت و دیوانگی

بہرہ وا فرازیں ہر دو ببر
تا بنازد بر تو خود فرزانگی

احمدی نوجوانوں سے خطاب

اسلام کی زندگی کیلئے موت کی ضرورت

قوموں کی تاریخ بتلاتی ہے کہ جب تک ہونہار نونہال اور نوجوان نسل قومی مذبح پر قربان ہونے کیلئے تیار نہ ہو جائے۔ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ بلکہ زندہ بھی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ ہر زندگی ایک موت چاہتی ہے۔ اور ہر بہار سے قبل خزاں کا آنا ضروری ہے۔ زندہ رہنے والی اقوام کی یہی علامت ہے۔ کہ ان کی آئندہ نسلیں نہ صرف اپنے بزرگوں کی ذمہ داریوں کو اپنے کندھوں پر لیں۔ بلکہ وہ وفور جوش میں ان سے بڑھکر ہوں۔ بلاشبہ ایک جہاندیدہ اور تجربہ کار جرنیل بہترین ہدایات دے سکتا ہے۔ لیکن عملی میدان میں نوجوان سپاہی کی ان تھک جد و جہد کے بغیر وہ ہدایات بے کار ہیں۔ کام کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے بہترین زمانہ ایام شباب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"وہی ایک زمانہ جوجوانی کے جذبات اور نفس امارہ کی شوخیوں کا زمانہ ہے۔ کچھ کام کرنے کا زمانہ رہ جاتا ہے"

یقیناً وہ بیج جلد اور زیادہ بار آور ہوگا۔ جس میں نشو ونما کی پوری قوتیں موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سے ہر قومی اور سیاسی تحریک کی عملی باگ ڈور قوم و ملک کے دانشمندوں نے نوجوانوں کے ہاتھ میں دی ہے۔ آجکل بھی ہندوستان کی آزادی کا پروگرام نوجوانان وطن کی کوشش و سعی پر ہی منحصر ہے۔ پھر قربانی کی نوعیت و مقدار مقصد و مدعا کی اہمیت سے تعلق رکھتی ہے۔ جتنا بڑا مقصد کسی قوم کے سامنے ہوگا۔ اسی قدر عظیم الشان قربانیوں کی اسے ضرورت ہوگی۔ جس قوم کی ساخت ایک بلند پایہ غرض و غائت کے لئے ہو اسے غیر معمولی محنت شاقہ برداشت کرنی پڑیگی۔ موجودہ وقت میں جبکہ کفر و تاریکی اپنی پوری طاقت سے اسلام پر حملہ آور تھی۔ ہر قوم اسلام کے مٹانے کے درپے اور اس کے نیست و نابود کرنے کیلئے کوشاں تھی۔ اپنے بھی اس کے ساتھ برادران یوسف کا سا سلوک کر رہے تھے۔ علماء و صوفیاء کہلانے والے ذاتیات کے جھگڑوں میں منہمک تھے۔ عوام کی حالت تو بالکل ناگفتہ بہ تھی۔ بلکہ ؎

عالماں را روز و شب باہم فساد از جوش نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرورتہائے دیں

کا نظارہ تھا۔ خداوند تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا آپ کے ذریعہ پھر روحانی طور پر نئی زمین اور نیا آسمان قائم کیا جائے۔ اور اسلام کی حفاظت کیلئے ایک سر فروش جماعت طیار کیجائے۔ کیونکہ خدا کے نبی دنیا میں تخمریزی کرنے آتے ہیں ان کے کام کی تکمیل ان کی قائم کردہ جماعت کے ذمہ ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد بہت ہی بڑا ہے یعنی ساری دنیا کی ہدائت و رہنمائی اور خدا کی بھولی بھٹکی مخلوق کو راہ راست پر لانا۔ اس اہم غرض کو پورا کرنا جماعت احمدیہ کا اولین فرض ہے۔ اسلام اس وقت اعداء کے نرغے میں ہے۔ مسلم قوم اس وقت جانکنی میں مبتلا ہے۔ اور اس پر ستم یہ کہ اسے خیرخواہ و بدخواہ کی تمیز نہیں۔ مسیح وقت جو اس قوم کی کلفتوں کو دور کرنے آیا بعض عاقبت نا اندیش لوگوں کے کہنے سے یہ اسی کی دشمن ہوگئی۔ اس پاک وجود کو گالیاں دینا کار ثواب سمجھا گیا اور اس سے بغض و عداوت کو فرض قرار دیا گیا۔ اس قوم کے بے جا جوش و تعصب کو دیکھ کر اسے بھی کہنا پڑا ؎

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

غرض حالات نہایت مایوس کن اور پریشان کر دینے والے ہیں۔ ہر دن جو آتا ہے۔ ہمارے لئے مشکلات کا نیا باب کھولتا ہے ہر رات ہمارے سامنے زیادہ سے زیادہ تاریکی پیش کرتی ہے۔ بہت ہیں جو ان واقعات کو دیکھ کر گھبرا جائینگے۔ اور حیرانی سے پوچھینگے۔ کہ خدا کے وعدہ کا دن کب آئیگا؟ مگر میں نہایت یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ کامیابی کے دن بالکل دروازہ پر ہیں۔ خدا اپنے وعدوں کا خلاف نہیں کیا کرتا۔ سستی و کوتاہی ہماری طرف سے ہے۔ دنیا اس پودے کو کچلنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جسے خدا کے مسیح نے اپنے پاک ہاتھوں سے لگایا ہے۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"میں ایک تخمریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھیگا۔ اور پھولیگا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"
(تذکرۃ الشہادتین)

پس وہ دن آئینگے جب "ایک ہی مذہب اور ایک ہی پیشوا" ہو جائیگا۔ مگر اس کے لئے یہ ضروری شرط ہے۔ کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کی لگائی ہوئی فصل کی آبیاری پورے طور پر کرے۔ دجال کے فتنہ سے بچنے کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الکہف کی تلاوت کا ارشاد فرمایا ہے۔ جس میں ایک طرف دجالی فتنوں کی حقیقت اور اس قوم کا نشان بتلایا گیا ہے تو دوسری طرف اس کے علاج میں علاوہ اور طریقوں کے اصحاب کہف کے قصہ کو "انھم فتیۃ اٰمنوا بربھم" (الآیۃ) کہکر بیان کیا ہے کہ وہ ایک نوجوان گروہ ہے۔ جو دین کی حفاظت اور اسلام کی حمایت میں کمربستہ ہے۔ اسے اپنی جان اپنے مال اپنی عزت و آبرو کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے۔ تا دین زندہ ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

غرض اسلام کی زندگی ہم سے ایک موت مانگتی ہے۔ جب تک ہم اس موت کو بخوشی قبول نہ کرینگے ہمارے لئے وہ دن تاخیر میں ڈالدیئے جائینگے۔ بنی اسرائیل کی سستی و لاپرواہی اور قربانیوں سے کنارہ کشی کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ باوجود "کتب اللہ لکم" کے فرما دیا گیا "فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض" کہ اب یہ نسل اس وعدہ کے مطابق سرزمین کنعان کی وارث نہیں ہو سکتی آئندہ لوگ قربانی کرنے والے آئینگے۔ تو ان وعدوں کے وارث ہونگے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالےٰ نے جو وعدے دیئے ہیں وہ نہایت آب و تاب سے پورے ہوئے اور ہونگے۔ ظاہری غلبہ شان و شوکت اور جاہ و حشمت کے دن آنے والے ہیں۔ مگر ہماری اپنی کوتاہیوں کے باعث معرض تاخیر میں پڑ رہے ہیں۔ میں اپنے نوجوان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بہت تیز رفتاری کیساتھ قدم اٹھائیں۔ کیونکہ ہماری موجودہ رفتار ترقی بہت تھوڑی ہے۔ "نُصِرتُ بالرعب" کے مطابق جماعت احمدیہ کو جو قوت غیروں کی نگاہ میں حاصل ہے۔ اس سے قطع نظر کرتے ہوئے وہ کامیابی جو آج تک حاصل ہوئی۔ ہمارے مقصود کے لحاظ سے بالکل ناکافی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے بعد آج ہم بیس سال پورے کر چکے۔ مگر شاہد مقصود کا وصال تا حال بہت دور ہے۔ بیشک اس بیس سالہ عرصہ میں احمدی نوجوانوں نے اپنی بے مثال جان نثاری سے عالم مادی کو دنگ کر دیا۔ دشمن بھی ان کی قربانی کو دیکھکر انگشت بدنداں ہیں۔ مگر ضرورت یہ ہے۔ کہ سب نوجوان ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوں۔ جو پہلے سے ہی یاران تیز گام میں شامل ہیں۔ ان کیلئے بھی اور تیز رفتاری کا موقعہ ہے۔ اور جو بالکل غافل و لاپرواہ ہیں۔ انہیں تو اشد ضرورت ہے۔

میرے نوجوان بھائیو! جوانی اور صحت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہیں۔ ان کی قدر کا طریق یہی ہے۔ کہ انسان اس الٰہی امانت کو منشاء ایزدی کے مطابق صرف کرے۔ یعنی خود اپنی اصلاح کرے اور دوسروں کی اصلاح کی فکر کرے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حصول کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے۔ اور عقل اسی کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے"

پھر فرمایا:-

"جوانی میں اگر نیکیوں کی طرف مستعد اور خدا تعالیٰ کا خوف کرنے والا اس کے احکام کی تعمیل کرنے والا اور نواہی سے بچنے والا ہو تو بڑھاپے میں گو ان اعمال کی بجا آوری میں کسی قدر سستی بھی ہو جائے لیکن اللہ تعالےٰ اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے"
(تقریر جلسہ سالانہ از الحکم ۱۰؍جنوری ۱۹۰۵ء)

گویا نفس کی حقیقی اصلاح کا زمانہ جوانی کا وقت ہی ہے۔ اسی بات کو مدنظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ عید اضحیٰ

عید اضحیٰ کی حقیقت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۳۰ مئی ۱۹۲۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تھی۔ اور آپ کا یہ طریق تھا۔ کہ اس عید کے موقعہ پر آپ نماز جلدی پڑھایا کرتے تھے۔ اور خطبہ بھی مختصر فرماتے تھے۔ تاکہ جن لوگوں نے قربانی کرنی ہو۔ وہ نماز سے فارغ ہو کر یا اگر خطبہ سننا چاہیں تو خطبہ سنکر قربانی کر سکیں۔ ہمارے ملک میں چونکہ

اسلامی عادات

اور طریق کی بہت کمی ہے۔ اس لئے عام طور پر اس عید اور اس سے پہلی عید کی نمازوں کے وقت میں زیادہ فرق نہیں کیا جاتا۔ میرا منشاء ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو جاری کیا جائے۔ لیکن اگر یکدم تغیر کیا جائے۔ تو خطرہ ہے۔ کہ بہت سے لوگ نماز سے محروم رہ جائیں۔ اس لئے آہستہ آہستہ اس سنت کو جاری کیا جائے۔ اور لوگوں کو عادت ڈالی جائے۔ کہ اس عید کی طیاری صبح ہی سے شروع کر دیا کریں۔ اور وقت پر نماز کیلئے پہونچ جایا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اس لئے عید کی نمازوں کے متعلق انتظار کیا جاتا تھا۔ کہ یہاں جماعت کم تھی۔ اور باہر سے بہت سے دوست آیا کرتے تھے۔ ان کے آنے پر عید کی نماز ہوتی تھی۔ لیکن اب حالات متغیر ہو رہے ہیں۔ باہر سے آنے والے دوستوں کی تعداد نسبتاً کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور مقامی دوستوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ارد گرد کے گاؤں کے لوگوں کو شامل کر کے جو عید کی نماز کیلئے قادیان میں آتے ہیں۔ میرے نزدیک یہاں کی تعداد ڈیڑھ دو ہزار کے قریب ہو جاتی ہے۔ اور باہر سے آنے والے دوست ۱۰-۲۰ سے زیادہ نہیں ہوتے۔ اس طرح یہاں کے اور باہر سے آنے والے دوستوں میں اس قدر فرق ہو گیا ہے۔ کہ باہر سے آنے والوں کی خاطر ہم اس حکم سے ہمیشہ کے لئے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ جس کے لئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

موجود ہے۔ باہر کے جو دوست نماز میں شامل ہو سکیں۔ اور خدا تعالیٰ نے اس مقام کو برکت دی ہے۔ اس لئے جس قدر بھی آسکیں آئیں۔ ان کو آئندہ یا تو شام کو ہی یا زیادہ سے زیادہ صبح سویرے یہاں پہونچ جانا چاہیئے۔ بہرحال اس عید کی نماز کو سنت کے مطابق کرنے کی ہمیں آہستہ آہستہ کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد میں اس عید کے ہی ایک حکم کے متعلق مختصراً ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ یہ عید

قربانی کی عید

ہے۔ اس موقعہ پر قربانیاں کی جاتی ہیں۔ اور یہ عید یادگار ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ایک فعل کی۔ جب انہوں نے خدا کے حکم کے ماتحت اپنے بچے کو قربان کر دیا۔ میں نے جیسا کہ پہلے کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ میرے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فعل کہ انہوں نے اپنے بچے کو چھری لے کر ذبح کرنا چاہا۔ یہ عید درحقیقت اس کی یادگار نہیں ہے۔ اگر یہ اس کی یادگار ہوتی۔ تو یہ واقعہ چونکہ شام کا ہے۔ اس کی یادگار کے طور پر حج شام میں ہوتا۔ کسی فعل کی یادگار قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ یہی ہوتا ہے۔ کہ اسی جگہ جہاں واقعہ ہوا ہو۔ یادگار بنائی جائے۔ باقی علاقوں میں بھی بے شک ہو۔ مگر اصل اور بڑا مقام وہی ہو۔ جہاں واقعہ ہوا ہے۔

پس اگر یہ عید اس عملی طور پر چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو جانے کے نتیجہ میں ہوتی۔ جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر شام کے علاقہ میں رکھی تھی۔ تو اس عید کا اصل مقام اور حج کا مقام شام ہوتا نہ کہ حجاز۔ لوگ اکناف عالم سے وہاں جمع ہوتے۔ اور اس جگہ جہاں یہ واقعہ ہوا تھا۔ اکٹھے ہو کر

خدا کی یاد

کرتے۔ اور کہتے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس قدر عظیم الشان قربانی کی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حج کے لئے مکہ کو قرار دیا۔ منیٰ کو قرار دیا۔ مزدلفہ اور عرفات کو قرار دیا۔ لیکن شام کے کسی مقام کو قرار نہیں دیا۔

پس میرے نزدیک اس کا تعلق اس قربانی سے نہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر عملی طور پر چھری پھیرنے پر آمادگی سے کی۔ پھر چھری پھیرنے کیلئے بیٹھ جانا اور چھری پھیر دینا ان دونوں باتوں میں بھی بڑا فرق ہے۔ جس وقت تک انسان

عملی قربانی

کر نہیں دیتا۔ اس کے دل کا حال اور ہوتا ہے۔ ممکن ہے آج بھی کوئی انسان اپنے بیٹے کی گردن پر چھری پھیرنے کے لئے آمادہ ہو۔ اور چھری پھیرنے کے لئے اسے لٹا بھی دے۔ پھر چھری اس کی گردن تک بھی لے جائے۔ مگر ممکن ہے۔ اس کا ہاتھ کانپ جائے۔ اور وہ رو کر ہٹ جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری لی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لٹایا۔ مگر الہام ہوا۔ کہ تیرا خواب پورا ہو گیا۔ جانے دے۔ چونکہ آپ نے چھری پھیری نہیں۔ اس لئے اس مقام کو عملی قربانی کے مقام سے نسبت نہیں ہو سکتی۔ پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ اس عید اور رویا کا تعلق اس واقعہ سے نہیں۔ بلکہ اس سے ہے۔ کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا۔ آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایسی

وادیٔ غیر ذی زرع

میں پھینک دیا ہے۔ جہاں نہ پانی ہے۔ نہ کھانا۔ در چھری پھیرنے سے مراد ایسی وادی غیر ذی زرع میں ہی پھینکنا ہے۔ ان کی رویا کے یہی معنی تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تعالیٰ کی محبت کے جوش میں واقعی چھری پھیرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اگر خدا تعالیٰ کے ارشاد کا یہ مطلب ہوتا کہ چھری پھیر دو۔ اور پھر روک دیتا۔ تو اس کے تو یہ معنی ہوتے کہ وہ خود ہی اپنے حکم کی نافرمانی سکھاتا ہے۔ وہ ایک کام کا حکم دیتا ہے مگر اس کا منشاء وہ نہیں ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ جیسی حکیم ہستی کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ ایک ایسا حکم دے جس کے متعلق وہ خود جانتا ہو۔ کہ اسے پورا نہیں کراؤں گا۔

منشاء احکام خداوندی

کے خلاف ہے۔ دراصل بات یہ تھی۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت کے ابتدائی ایام میں جب دین دنیا سے مٹ چکا تھا۔ اس وقت

انسانی قربانی

ہوتی تھی۔ اور انبیاء کا یہ طریق ہے۔ کہ جب تک کسی امر کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ آئے وہ قومی دستور کو جاری رکھتے ہیں۔ اور چونکہ اس وقت کثرت سے انسانی

قربانی ہوتی تھی۔ اس لئے آپ نے اپنی رویا کا یہی مفہوم سمجھا۔ کہ اسمٰعیل کو ذبح کرکے قربان کرنا چاہئیے۔ مگر

منشاء الٰہی

یہ نہ تھا۔ بلکہ کچھ اور تھا۔ اور وہ یہ کہ آپ ان کو ایک دن ایک ایسی جگہ چھوڑ آئیں گے۔ جہاں چھوڑنا موت کے منہ میں دینے کے برابر ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ خواب اس وقت پورا ہوا۔ جب وہ حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کو اس جگہ چھوڑ آئے۔ جہاں مکہ آباد ہوا اور جہاں آج لوگ اس واقعہ کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

یہ حضرت ابراہیمؑ کے خواب کا اصل منشاء تھا۔ اور یہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا تھا۔ کہ انہیں ایسی جگہ چھوڑ آئے۔ جہاں ایک مشکیزہ پانی اور تھوڑی سی کھجوروں کے سوا کھانے پینے کا کوئی سامان نہ تھا۔ کئی کئی میل تک کوئی آبادی نہ تھی۔ ایسی حالت میں چھوڑ آنا سو فی صدی (موت کے منہ میں) پھینک آنا تھا۔ کون کہہ سکتا تھا۔ کہ تھوڑا سا کھانا اور پانی ختم ہونے پر کچھ اور میسر آسکیگا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ذبح کرنے میں کوئی دریغ نہیں کیا۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ خدا نے انہیں پھر زندہ کر دیا۔

واقعہ اس طرح ہوا۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فیصلہ کر لیا۔ کہ

حضرت اسمٰعیل اور ان کی والدہ

کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئیں۔ تو وہ ایک مشکیزہ پانی کا اور کچھ کھجوریں ساتھ لے کر حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کو خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت وہاں چھوڑ گئے۔ لیکن محبت پدری اور خاوند بیوی کی محبت تو نہیں چھوڑی جا سکتی تھی۔ جب آپ واپس چلے تو مڑ مڑ کر پیچھے دیکھتے جاتے تھے کیونکہ آپ بخوبی جانتے تھے۔ کہ اس پانی اور ان کھجوروں کے ختم ہونے کے بعد ان کی بیوی اور ان بچہ کے لئے کھانے پینے کا کوئی سامان نہ ہوگا۔ حضرت ہاجرہ نے جب یہ دیکھا تو خیال کیا۔ ضرور کوئی بات ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ اور ہمیں کہاں چھوڑے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک

دردناک موقعہ

تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منہ سے بات نہ نکل سکی اور آپ نے تیز تیز چلنا شروع کیا۔ آخر حضرت ہاجرہ نے دریافت کیا۔ آپ ہمیں یہاں کس کے حکم سے چھوڑے جاتے ہیں۔ تب انہوں نے کہا

خدا تعالےٰ کے حکم سے

اس پر حضرت ہاجرہ نے کہا۔ اگر خدا کے حکم سے چھوڑے جاتے ہیں۔ تو وہ ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ اور خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی اور اپنے بچہ کی قربانی کو قبول کیا۔ اللہ تعالےٰ ان کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔ پانی اور کھجوریں ختم ہوگئیں نزدیک نہ کوئی بستی تھی۔ اور نہ ہی ادھر سے کسی قافلہ کے گذرنے کا امکان تھا۔ حضرت اسمٰعیل بچے تھے۔ کوئی آٹھ برس کی عمر ہوگی۔ پیاس کے مارے تڑپنے لگے۔ حضرت ہاجرہ سے اپنے لختِ جگر کی یہ حالت نہ دیکھی گئی۔ اور بیقرار ہو کر

صفا و مروہ

پہاڑیوں پر دوڑنے لگیں۔ کبھی ایک پر چڑھ جاتیں۔ اور کبھی دوسری پر چڑھ کر دیکھنے لگتیں۔ کہ شائد کوئی قافلہ آرہا ہو۔ لیکن کوئی نظر نہ آتا۔ ایک پہاڑی سے اتر کر دوسری پر جانے تک چونکہ راستہ میں نیچی جگہ تھی۔ اور وہاں سے حضرت اسمٰعیل نظر نہ آسکتے تھے۔ اس لئے وہ فاصلہ دوڑ کر طے کر لیتیں۔ تاکہ اونچی جگہ پر جا کر بچہ کو بھی دیکھ سکیں کئی بار متواتر انہوں نے اسی طرح کیا۔ مگر کوئی صورت پانی ملنے کی نظر نہ آئی۔ آخر جب بہت بے قرار ہو گئیں۔ تو آواز آئی ہاجرہؑ جا اسمٰعیلؑ کے پاس جا۔ جب وہ حضرت اسمٰعیلؑ کے پاس آئیں۔ تو دیکھا۔ کہ

چشمہ

پھوٹا ہوا ہے۔ اس سے انہوں نے پانی پلایا۔ پانی ملنے کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسے سامان پیدا ہو گئے۔ کہ عرب کا ایک قافلہ راستہ بھول کر وہاں آگیا۔ اس نے پانی پا کر آرام پایا۔ تو حضرت ہاجرہ کو کچھ تحائف دیئے۔ اور پھر اجازت لے کر وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ اور معاہدہ کیا۔ کہ آپ کی رعایا ہو کر یہاں رہیں گے۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو گویا وہاں کا بادشاہ بنا دیا۔ یہ ہے۔

اصل واقعہ

اور یہ تھا قربانی اور عملی طور پر چھری پھیرنے کا مفہوم اور اسی واقعہ کی یادگار میں آج کی عید ہے۔ اور لوگ وہاں جاتے ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ خدا تعالےٰ نے مزدلفہ منا اور عرفات کو کیوں اس شرف کے لئے چنا۔ میرا خیال ہے۔ کہ عرفات ساحل سمندر کی طرف ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ اس راستہ سے ان کو چھوڑنے کے لئے شام سے آئے۔ اور عرفات وہ مقام ہے۔ جہاں

اللہ تعالےٰ کی تجلی

ظاہر ہوئی۔ اور مزدلفہ وہ مقام ہے۔ جہاں آپ سے وعدہ کیا گیا۔ کہ اس قربانی کے بدلہ میں بہت بلند درجات عطا ہوں گے۔ مزدلفہ قرب پر دلالت کرتا ہے۔ اور عرفات عرفان پر۔ منا وہ مقام ہے۔ جہاں حضرت ہاجرہ گھبرائی ہوئیں پہونچیں۔ اس جگہ شیطان کو روڑے مارے جاتے ہیں۔ چونکہ آپ گھبرائی ہوئی تھیں۔ مگر جب حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ کہ خدا کے حکم سے تم کو یہاں چھوڑے جاتا ہوں۔ اور انہوں نے کہا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ تو گویا شیطان ہمیشہ کے لئے مار دیا گیا۔ یہ ساری جگہیں قربانی سے تعلق رکھتی ہیں۔ پس آج کے دن درحقیقت ہم اس بات کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے لئے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا۔ لیکن خدا نے اس کو زندہ کیا اور

ہمیشہ کیلئے اسے زندہ

کر دیا۔ اور دنیا میں اس کا نام روشن کر دیا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ دنیا میں وہی قومیں ترقی کر سکتی ہیں جو

عملاً قربانی

کرنے کے عادی ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کیا۔ خدا تعالےٰ نے ان سے وعدہ کیا کہ میں ہمیشہ کے لئے تیری ذریت کو قائم رکھوں گا اور جس طرح آسمان کے ستارے گنے نہیں جا سکتے۔ اسی طرح تیری اولاد بھی گنی نہیں جائیگی۔ پھر جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اس وادی غیر ذی زرع میں پھینک دیا۔ خدا تعالےٰ نے اس کے بدلہ میں ان کی اولاد میں سے ایک شخص کو

جنت کا آخری وارث

بنایا۔ وادی غیر ذی زرع اس کو کہتے ہیں۔ جہاں سبزی نہ ہو اور جنت اس مقام کا نام ہے۔ جہاں سبزی ہی سبزی ہو گویا مکہ اور جنت دو متضاد مقام ہیں۔ مکہ کی زمین ایسی شور ہے کہ بعض لوگوں نے وہاں باغ لگانے کی کوششیں کی ہیں۔ اور اس کے لئے لاکھوں روپے خرچ کئے۔ اور دوسرے ملکوں سے مٹی لا کر ڈالی ہے۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ یہ تو مکہ کی حالت ہے۔ اور جنت وہ جگہ ہے۔ جہاں سایہ کی اتنی کثرت ہو کہ کبھی دھوپ نہ ہو۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ایسی جگہ ڈالدیا۔ جہاں سایہ تک نہ تھا۔ تو خدا تعالےٰ نے کہا۔ کہ میں

تیری اولاد کو

ایسی جگہ کا وارث کروں گا۔ جہاں کبھی دھوپ نہ ہوگی۔ اور اب کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک

حضرت اسمٰعیل کی اولاد کی غلامی

نہ کرے۔ اور ان سے جنت کی چابی نہ مانگے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کو وادی غیر ذی زرع میں رہنے کے نتیجہ میں اس جگہ کی وراثت عطا ہوئی۔ جہاں نہ کبھی دھوپ ہوتی ہے۔ نہ خشکی۔ اور یہ قربانی ہے جس کی یاد ہمیں دلائی گئی ہے۔ اور جس کی یاد تازہ

رکھنے کے لئے ہم بکرے قربان کرتے ہیں۔ یہ قربانیاں

عظیم الشان نشان

ہیں۔ جن کے اندر بڑی بڑی حقیقتیں مخفی ہیں جب تک ان کو پیش نظر نہ رکھا جائے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جس شخص سے محبت ہو اس سے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ جو محبت کے اظہار کا نشان ہے اور اسکے معنی ہیں۔ کہ دلوں میں باہمی کوئی کدورت نہیں۔ یہ سچی محبت کا اقرار ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ہاتھ تو ملائے۔ مگر دل میں کدورت رکھے۔ تو اس مصافحہ کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے جو شخص محبت کے جذبات تو اپنے اندر پیدا نہ کرے۔ لیکن مصافحہ کرے۔ وہ بے ہودہ حرکت کرتا ہے۔ پس جس طرح محبت اور عفو کی علامت مصافحہ ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ سے محبت اور حقیقی قربانی کی ظاہری نشانی ہے۔

بکرے کی قربانی

ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قربانی بھی اسی شخص کی مفید ہو سکتی ہے۔ جو خدا کے لئے اور اس کی رضاء کے حصول کے لئے اپنے جان و مال اور اولاد کی قربانی کرنے پر بھی آمادہ ہو۔ اور جو خدا تعالےٰ کے لئے اس قربانی پر آمادہ نہیں ہوتا اس کے لئے کوئی عید نہیں۔ وہ محض ظاہری شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جو قربانی کی یہ عید اس قربانی کی یادگار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بیوی نے کہا۔ کہ اسمٰعیلؑ کے یہاں رہنے سے فساد کا خطرہ ہے۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اس کو مٹانے کے لئے قربانی کو قبول کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے اس کو

امن قائم کرنے والا

بنایا۔ اور اس کی اولاد کے ذریعہ دنیا میں مذہب اسلام نازل کر کے اس کو ہمیشہ کے لئے امن قائم کرنے والا قرار دیا اسلام کے معنے ہیں سلامتی اور اسلام سے تعلق رکھنے کا نام ایمان ہے۔ جس کے معنے امن کے ہیں۔ چونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک گھر کا فساد دور کرنے کے لئے قربانی کی۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں ساری دنیا کا امن قائم کرنے والا بنا دیا۔

یہ حقیقت ہے اس قربانی کی اور جب تک اس کو نہیں سمجھا جاتا۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تعجب ہے کہ بعض لوگ قربانی پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اس کو اسراف قرار دیتے ہیں۔ اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ کیوں نہ یہی روپیہ

خدمت دین

اور اشاعت اسلام کے لئے خرچ کیا جائے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خواہ یہ سوال نیک نیتی سے ہی کیوں نہ کیا جائے۔ پھر بھی یہ

وسوسہ شیطانی

ہے۔ اور شیطان بعض اوقات دین کے معاملہ میں اچھی صورت سے بھی وسوسے ڈالتا ہے۔

ایک جگہ ایک بزرگ کی دعوت تھی۔ جب کھانا چنا گیا۔ تو انھوں نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور کھانے سے انکار کر دیا۔ جب وجہ دریافت کی گئی۔ تو کہا۔ کہ چونکہ اس کھانے کی طرف بہت زیادہ رغبت ہو رہی ہے۔ اس لئے میں نے اسے کھانا پسند نہیں کیا۔ اب گو

دعوت قبول کرنا سنت ہے

مگر انہوں نے کہا۔ کہ نفس کی اس قدر رغبت شک ڈالتی ہے کہ ضرور اس کھانے میں کوئی نقص ہے۔ میزبان نے کہا۔ اس میں کوئی نقص تو نہیں یہ حلال مال ہے۔ مگر انہوں نے کہا۔ ضرور کوئی نقص ہو گا تحقیق کی جائے۔ غرض قصائی سے پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میرا اونٹ مر گیا تھا۔ میں نے سمجھا۔ بہت نقصان ہو گا۔ اس لئے اسے کاٹ کر بیچ ڈالا۔

تو شیطان بعض اوقات کسی کام کی زیادہ رغبت دلا کر بھی وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ بظاہر تو دین کے رستہ میں مال خرچ کرنا بہت اچھی بات ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں دین زیادہ غریب تھا صحابہ کئی کئی وقت تک بھوک کی وجہ سے پیٹوں پر پتھر باندھ رکھتے تھے۔ مگر باوجود اس غربت و افلاس کے وہ قربانی کرتے تھے۔ تو اب اسلام کی خدمت کے خیال سے قربانی چھوڑنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اسلام اور روحانیت کسی ایک چیز کا نام نہیں۔ بلکہ کئی ایک چیزوں کا نام ہے۔ جس طرح آنکھ کان۔ ناک غرضکہ تمام اعضاء ملکر ایک خوبصورت اور مکمل انسان بنتا ہے۔ اسی طرح روحانیت کے لئے کئی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص کہے۔ کہ کسی کے تھوڑے تھوڑے کان کاٹ ڈالے جائیں۔ تو کیا ہرج ہے۔ اس کی سماعت میں تو بے شک بہت تھوڑا فرق آئیگا۔ مگر اس کی

زینت میں فرق

ضرور آجائیگا۔ پس کسی چیز کو کامل بنانے کیلئے بعض باتیں اس کی زینت کے لئے ہوتی ہیں۔ اور یہ قربانی ایسی حکمتوں کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی بھی ہمیں یاد دلاتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس عید کو

کھانے پینے کا دن

کہا ہے۔ یہ بظاہر اسراف ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں بلکہ قوموں میں زندگی کا احساس اور امنگ پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ تحفہ تحائف تقسیم کرنے کے لئے دن مقرر کئے جائیں۔ اور عید کے دن بھی گوشت بانٹا جاتا ہے۔

مکہ میں آج کے دن اس قدر بکرے ذبح کئے جاتے ہیں۔ کہ گوشت کھانے والا کوئی نہیں ملتا۔ مگر پھر بھی قربانیاں کی جاتی ہیں۔ گوشت سکھایا بھی جا سکتا ہے۔ سکھانا بھی جائز رکھا گیا ہے۔ اس لئے سکھا کر اپنے لئے رکھنا بھی جائز ہے۔ اور غرباء میں تقسیم بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ضائع بھی ہو جائے تو بھی قربانی ضروری ہے روحانی امور سے تعلق رکھنے والے اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ رسول کریم صلعم کے زمانہ میں بعض صحابی دن رات مسجد میں بیٹھے رہتے تھے۔ کہ شائد حضور باہر تشریف لے آئیں اور وہ کسی بات کے سننے سے محروم رہجائیں۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ وہ وقت ضائع کرتے تھے۔ لیکن نہیں وہ

بہت بڑی خدمت

کر رہے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کے بھائی ایک دفعہ رسول کریم صلعم کے پاس آئے۔ اور عرض کیا۔ حضور ابوہریرہؓ تمام دن مسجد میں بیٹھا رہتا ہے۔ اور کوئی کام نہیں کرتا۔ مجھے تمام دن محنت کرنی پڑتی ہے۔ آپ اسے سمجھائیں۔ کہ کام کیا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہیں کیا معلوم۔ خدا اسی کے طفیل تمہیں بھی رزق دے رہا ہے۔ تو اصل میں وہ لوگ وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ بلکہ بہت بڑے ثواب کا کام کرتے تھے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص مسجد میں آکر امام کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔ تو وہ بھی گویا عبادت میں ہی ہوتا ہے۔ اصل میں خدا تعالےٰ دیکھتا ہے۔ کہ انسان میری راہ میں کس قدر قربانی کے لئے آمادہ ہے۔ اگر معمولی قربانی کے لئے طیار ہے۔ تو بڑی کے لئے بھی طیار ہو سکیگا۔

اگر تمام بکرے ذبح کر کے گوشت پھینکدیا جائے تو بھی ثواب ہے۔ مگر یہ گوشت تو غرباء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور اگر بچ رہے تو پرندوں کو ڈالدیا جائے۔ جن کا حق قرآن کریم نے بھی رکھا ہے۔ یعنی جانوروں کا۔ پس اگر گوشت پھینک دیا جائے اور کتے اور چیلیں اسے کھا جائیں تو بھی یہ

ثواب کا موجب

ہے۔

اس قدر فوائد قربانی کے اندر ہیں۔ کہ خواہ اسلام پر کس قدر بھی مصیبت کے دن آئیں۔ تو بھی قربانی جائز اور ضروری ہوگی۔ ہاں اگر انسان پر خود کوئی مصیبت ہو۔ وہ نہ کرے۔ لیکن اگر توفیق ہو تو ضروری ہے۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ایک شخص ۳۶۰ دن گوشت کھاتا ہے۔ یا کھانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر اسے اسلام کی حالت اور غربت اور خدمت دین اور اسی روپیہ کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جب ایک دن

خدا کے لئے

اسے کھانا پڑتا ہے۔ تو اسے دین کے راستہ میں خرچ کرنے کا خیال آتا ہے۔ جب اپنی خواہش سے کھاتا تھا۔ اس وقت تو اسلام کی مصیبت بھولے ہوئے تھا۔ لیکن خدا کے حکم سے کھانا پڑا۔ تو خدمت اسلام یاد آگئی۔ جب اپنا نفس کہتا ہے۔ کہ گوشت کھاؤ۔ تو یہ ضرور کھاتا ہے۔ لیکن جب خدا تعالےٰ حکم دیتا ہے۔ تو کہتا ہے یہ اسراف ہے۔ اسے کس طرح نیک خیال کہا جا سکتا ہے۔ یقیناً یہ

وسوسہ شیطانی

ہے ؛

پس جس کو توفیق ہو۔ وہ قربانی ضرور کرے۔ اور لوگ عید کے دن کھائیں پئیں۔ تاکہ ان کے دلوں سے مایوسیاں دور ہوں۔ اور امنگیں پیدا ہوں۔ اور خیال ہو۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان کے لئے کھانے پینے کے دن بھی مقرر کئے ہیں۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم اس عید کی حقیقت کو سمجھیں۔ اور ہمیں ایسی قربانیاں کرنے کی توفیق دے۔ جس کے نتیجہ میں یہ عید حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کی یادگار ہے ؛

سرکاری کارخانہ پارچہ بافی میں کپڑا بننے کی تعلیم

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

محکمہ صنعت وحرفت پنجاب ایسے اشخاص سے درخواستیں طلب کرتا ہے۔ جو سرکاری کارخانہ پارچہ بافی شاہدرہ میں بجلی سے چلنے والی کھڈیوں پر کپڑے بننے کا فن سیکھنے کے خواہشمند ہوں (جماعتیں تین ہونگی)۔ اور صرف ان لڑکوں کو داخل کیا جائیگا۔ جن میں وہ قابلیتیں ہوں گی جن کی ذیل میں ہر جماعت کیلئے تشریح کی گئی ہے

جماعت الف: یونیورسٹی پنجاب کے گریجویٹ ہوں۔ یا جنہوں نے کسی مسلمہ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ سے کپڑا بننے کے امتحان میں لائسنس حاصل کیا ہو۔

جماعت ب: جنہوں نے یونیورسٹی پنجاب کا میٹریکولیشن اور سکول لیونگ سرٹیفکیٹ کا امتحان یا انڈسٹریل ویونگ سکولوں کا آخری امتحان پاس کیا ہو۔

جماعت ج: ایسے کاریگر جن کا تعلق صنعت پارچہ بافی سے رہا ہو۔

تعلیم کی میعاد:۔ الف اور ب جماعتوں کے لئے دو سال یا اس سے زیادہ جماعت ج کیلئے ایک سال یا اس سے زیادہ

وظائف:۔ منتخب طلبا کو مندرجہ ذیل شرحوں پر وظائف دئے جائینگے

جماعت الف:۔ ۳۰ روپیہ ماہوار

جماعت ب:۔ ۱۵ روپیہ ماہوار

جماعت ج:۔ ۲۰ روپیہ ماہوار

طلبا کی عمر ۱۶ سال سے کم نہ ہونی چاہیئے۔ تمام درخواستیں ویونگ سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ڈیمونسٹریشن ویونگ فیکٹری شاہدرہ کی خدمت میں ۲۰ جون سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں

خاتم النبیین کی بعثت کے مقاصد

(از جناب حافظ روشن علی صاحب)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
(حضرت مسیح موعودؑ)

مقصد اوّل

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر گو ایسے بھی لوگ تھے۔ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو قطعاً نہیں مانتے تھے۔ لیکن جو نبیوں کو ماننے والے تھے۔ ان کی بھی یہ حالت تھی۔ کہ اپنی قوم سے باہر کسی نبی کو نہیں مانتے تھے۔ آرین قومیں ہندوستان سے باہر کسی اوتار کی قائل نہ تھیں۔ اور یہود کا بھی یہی بیان تھا۔ کہ نؤمن بما اُنزل علینا ویکفرون بما وراءہ۔ حالانکہ دنیا میں سب سے زیادہ منافرت پھیلانے کا باعث یہی ہے۔ کہ کسی قوم کے مسلمہ ہادیوں کی توہین کی جائے۔ اور ان کی شان کو گھٹایا جائے۔ اس کے مقابلہ میں سب سے بہتر اتحاد کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی عزت کی جائے جن کی عزت کسی قوم کے دل میں نسلاً بعد نسلاً چلی آتی ہو۔ حضرت رحمۃ للعالمین نے اس اتحاد حقیقی کی بنیاد دنیا میں ڈالی۔ چنانچہ قرآن کریم کی حسب ذیل آیات میں اس مقصد کا اظہار علیٰ وجہ الاشہاد کیا گیا ہے۔

بل جاء بالحق وصدّق المرسلین (الصّٰفّٰت ع ۲)

وقل اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب (شوریٰ ع ۲)

وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر ع ۳)

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا (نحل ع ۵)

قل اٰمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علیٰ ابرٰھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ والنبیّون من ربھم لانفرق بین احد منھم ونحن لہٗ مسلمون (آل عمران ع ۹)

ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم (بقرہ ع ۲)

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب ع ۵)

ترجمہ: محمد (صلعم) سچائی کے ساتھ آیا۔ اور تمام خدا کے فرستادوں کی تصدیق کی۔ اے محمد (صلعم) تو اس بات کا اعلان کر کہ میں ہر ایک ایسی کتاب پر ایمان لایا۔ جو خدا نے نازل کی۔ اور کوئی بھی ایسی امت نہیں جس میں بیدار کرنے والا یعنی خدا کا رسول نہ گذرا ہو۔ ہم نے ہر ایک امت میں رسول کو برپا کیا۔ تفصیلی اعلان کے ساتھ لوگوں سے کہدو۔ ہم خدا پر ایمان لائے اور اس کو مانا۔ جو ہم پر نازل کیا گیا۔ اور اس کی تصدیق کی جو پہلے انبیاء پر نازل ہوا۔ جیسے ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق اور یعقوب اور ان کی نسل کے نبیوں پر۔ اور اس کی بھی تصدیق کی جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا۔ اور جو تمام نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا۔ ہم خدا کے نبیوں میں سے کسی کو بھی علیحدہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے ایسا رسول آگیا۔ کہ جو ان کے پاس ہے۔ اس کی تصدیق کرتا ہے۔ محمد صلعم اللہ کا رسول ہے۔ اور نبیوں کی مُہر ہے۔ یعنی ان کا مصدق ہے ؛

دوسرا مقصد

طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ جب آپ نے پہلے نبیوں اور کتابوں کی تصدیق کی۔ اور پہلے انبیاء اور کتابیں سچی ٹھیریں۔ تو پھر حضور کی بعثت کا مقصد کیا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ واقع میں پہلے نبی بھی سچے اور ان کی کتابیں بھی سچی۔ لیکن دنیا کے لئے ان کا محض سچا ہونا نافع نہیں۔ تاوقتیکہ وہ کتابیں جیسی نازل ہوئی تھیں۔ ویسی ہی محفوظ نہ ہوں۔ اور ان کا مفہوم زمانہ کے مطابق نہو۔ لیکن جب وہ ولولہ محبت الہٰیہ کا اور جذبہ شریعت پر عمل کرنے کا اس نبی کی صحبت کی تاثیر سے یا اس کی سیرت کے مطالعہ سے امت میں پیدا ہوتا تھا۔ مفقود ہو جائے۔ تو نبی کا محض سچا ہونا امت کی صلاحیت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر جتنے مذاہب تھے ان کے ماننے والوں میں کتابوں کے متعلق اختلاف پیدا ہو چکا تھا۔ یا وہ کتابیں انسانوں کے فہم کے مطابق نہ رہی تھیں۔ اس لئے کہ ان کی زبان کے بولنے والے مفقود ہو گئے تھے۔ ایسے وقت میں کسی ایسے جج اور راہ نما کی ضرورت تھی۔ جو مسائل مختلف فیہ میں حکم ہو اور بھولے بھٹکوں کو صحیح راستہ سے آگاہ کرے۔ اور طالبان حق کو دشوار گذار گھاٹیوں سے نکال کر شاہراہ پر لے آئے۔ بعثت خاتم النبیین کے وقت نصاریٰ انجیل کو اصلاً کھو بیٹھے تھے۔ گو آجکل انہوں نے ۳۵۷ زبانوں میں انجیل کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتا سکتے ہیں۔ کہ وہ متن کہاں ہے جس کا یہ ترجمہ ہے۔ پھر ان تراجم کا ہر نئے ایڈیشن میں نیا حشر ہوتا ہے کمی یا زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ وید میں کسی زیادتی کے علاوہ یہ دقت پیش آرہی ہے۔ کہ اس کی زبان متروک ہونے کی وجہ سے فہم انسانی سے بالا ہو چکی ہے۔ تبھی تو مہیدھر جیسے پنڈت اور پنڈت دیانند صاحب جیسے عالم دونوں کے وید بھاش میں اتنا اختلاف ہے کہ زمین و آسمان کا اختلاف بھی اس کے مفہوم کو ادا نہیں کر سکتا۔ ایسے اندھیرے کے وقت شمس الضحیٰ نے طلوع کیا۔ اور روحانی تعلیم کو بواسطہ وحی الٰہی اور مصفا کر کے پیش کیا۔ پھر اس وحی کو یہ مقام حاصل ہوا۔ کہ ہمیشہ تک محفوظ رہیگی۔ اور اس کے بعد کسی نئی شریعت کی ضرورت نہ رہیگی۔ نیز انبیاء سابقین کی سیرتیں

اور تاریخیں ایسی محفوظ نہیں۔ کہ ان کے مطالعہ سے قوت عملی اور محبت اعتقادی کا جذبہ پیدا ہو۔ پس رحمۃ للعالمین کو خدا نے ایسی کتاب ملی کہ جو قیامت تک کے لئے محفوظ ہے۔ اور ایسی آپکو زندگی ملی جس میں سیرت کا ہر ایک پہلو نمایاں ہے۔ وہاں آپ کی امت میں ایسے اشخاص ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے جو حضور سے فیضان کا حصہ پاتے رہے۔ اور پاتے رہیں گے۔ کوئی ولی ہوا اور کوئی مجدد۔ کوئی نبی ہوا اور کوئی محدث۔ یہ سب حضور کے طفیل ہے۔ اور حضور کی غلامی کی وجہ سے پس امت کے لئے حضور حیات النبی ہیں۔ اور کسی قسم کا فیضان ممنوع نہیں ؛

ان مذکورہ بالا وجوہات کی طرف قرآن کریم نے حسب ذیل آیات میں ارشاد فرمایا ہے

تاللہ لقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فزین لھم الشیطٰن اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم ۔ وما انزلنا علیک الکتٰب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون ۔ واللہ انزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتھا ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یسمعون (النحل ع ۸) وقل اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب وامرت لاعدل بینکم اللہ ربنا وربکم (شوریٰ ع ۱) رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ (منافقین ع ۱) ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ (اعلیٰ پارہ عم) انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر ع ۱) وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض (نور ع ۷)

ترجمہ :- مجھے اپنی ذات کی قسم ہے۔ کہ میں نے یقیناً رسول بھیجے تھے۔ ان امتوں کی طرف جو تجھ سے پہلے گذری ہیں۔ پھر خبیث روحوں نے ان کو بداعمال کی ترغیب دی۔ گویا آج وہی ان پر حاکم ہیں۔ اور وہ لوگ بداعمالیوں کی وجہ سے تکلیف میں ہیں۔ اور تجھ پر کتاب نازل کرنے کا ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ ان کے اختلافات کی الجھنوں کو تو حل کرے۔ اور آسان راستہ اور سہولت ماننے والوں پر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بادل سے مصفا پانی اتارا۔ پھر اس کے بعد مردہ زمین کو زندہ کیا۔ اس میں دلیل ہے سننے والوں کیلئے۔ اور تو کہدے کہ میں خدا کی نازل کردہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اور تمہارے اختلافات کا فیصلہ کروں۔ کیونکہ تمہارا اور ہمارا ایک خالق و مالک ہے۔ وہ تمہیں گمراہی میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ یہ اللہ کی طرف سے رسول آیا ہے جو ایسے پاکیزہ صحیفے پڑھتا ہے جن میں سب مضبوط کتابیں آگئی ہیں۔ اور یہی کچھ

فلسطین میں عیسائیت کی اشاعت

مکرم مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل احمدی مبلغ فلسطین میں عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں اور مسلمانوں کی افسوسناک غفلت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں لکھتے ہیں۔

میں نے بہت سے لوگوں کے ذریعہ چاہا۔ کہ وہ کتابیں مہیا کروں۔ جو پادریوں نے یہاں تقسیم کی ہوں۔ مگر ابھی تک کوئی ایسی کتاب نہیں ملی جس میں آنحضرت صلعم کی ذات میں طعن کیا گیا ہو۔ پادریوں کی تبلیغ کا طریق یہ ہے۔ کہ انہوں نے ہسپتال کھولے ہوئے ہیں۔ یا نوجوانوں کو مفت انگریزی وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ جس کے لئے مدارس ہیں۔ یا جاہلوں کو روپے وغیرہ کا لالچ دیتے ہیں۔ ایسی کتابیں کھلے طور پر شائع نہیں کرتے جن میں اسلام یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر طعن ہو۔

مفتی حیفا کا تار اخبار الفضل میں پڑھکر تعجب ہوا۔ کہ وہ مدد کس بات کی طلب کرتے ہیں۔ روپے کی مدد کے سوا اور کیا مراد ہوگی۔ مگر یہی مفتی صاحب ہیں۔ جن پر لوگ ہزارہا اعتراض کرتے ہیں۔ اگر کوئی غریب بیمار ہو کر ان کے پاس جائے اور کہے کسی ڈاکٹر کو لکھدیں۔ کہ وہ مفت میں معائنہ کرے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد وہ پادری کے پاس جاتے ہیں۔ تو وہ نہایت خوش خلقی سے پیش آ کر کسی ڈاکٹر کو لکھدیتا ہے اور دوائی کی قیمت بھی دیدیتا ہے۔ فقر روز بروز بڑھ رہا ہے اگر یہاں کے وقف کی آمدنی فقیروں پر خرچ کی جائے۔ تو ہر طرح پر فقیر مسلمانوں کی نگہداشت ہو سکتی ہے۔ مگر وہ تمام مال خود بڑے بڑے لوگ کھا جاتے ہیں۔ مثلاً مفتی صاحب ستر پونڈ کے قریب ماہوار لیتے ہیں۔ پھر مسلمانوں میں قطعاً اتفاق نہیں ہے۔ المجلس الاسلامی الاعلیٰ جو قدس میں ہے۔ جس کے ایک ممبر خود مفتی حیفا بھی ہیں۔ اس مجلس کے خلاف پروپاگنڈا کرنے کے لئے بھی ایک جماعت ہے۔ جو ہر وقت اس کی مخالفت کے لئے تیار رہے۔ مشائخ ہیں کہ ابھی تک لوگوں کو کہتے ہیں۔ مدارس میں اپنے لڑکوں کو نہ بھیجو۔ یہی نہیں بلکہ اخباروں میں بھی یہ شائع ہوتا رہتا ہے۔ کہ سرکاری اور تبشیری مدارس میں لڑکوں کو نہ بھیجو۔ مگر وہاں نہ بھیجا جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جاہل رہینگے۔ کیونکہ ان کا اپنا مدرسہ ایک بھی نہیں۔ مثلاً مسلمانوں کی جماعت کا حیفا میں ایک مدرسہ ہے جو پرائمری تک ہے۔ وہ بھی ردی حالت میں ہے۔ تعلیم وغیرہ اچھی نہیں ؛

یہ لوگ خیال کر بیٹھے ہیں۔ خیال ہی نہیں۔ بلکہ یقین کرتے ہیں۔ کہ اب ہم اسلام کو بذریعہ تبلیغ نہیں منوا سکتے۔ اس لئے جس طرح ہو سکتا ہے۔ دوسروں کو بھی تبلیغ سے منع کرنا چاہیئے۔ اور لوگ نام کے مسلمان رہیں۔

آج کل مصری اخباروں نے پادری زویمر پر بہت لے دے کی ہے۔ کہ وہ جامع ازہر میں بعض امریکن لوگوں کے ساتھ گیا اور آتے وقت اپنی تبشیری کتابیں اسلام کے خلاف پھینک آیا۔ تاکہ لڑکے ان کا مطالعہ کریں۔ اس پر لکھتے ہیں۔ کہ اس حد تک دلیری کہ اب مرکز اسلام میں آکر بھی تبلیغ سے باز نہیں آتے۔ کیوں اُسے یونہی چھوڑ دیا گیا۔ کیوں نہ اسے اس بات کا مزا چکھایا گیا۔ چہ جائیکہ اس کے فعل سے نصیحت پکڑتے۔ اور غور کرتے۔ کہ دیکھو وہ ایک ایسے مذہب کا پیرو ہو کر جو ہمارے نزدیک صحیح مذہب نہیں۔ اس قدر تبلیغ کرتا ہے۔ تو ہمیں اسلام کی تبلیغ کے لئے کیا کچھ نہ کرنا چاہیئے۔ اسلئے لوگوں کو بھڑکانے لگے۔ کہ دیکھو ہماری بے عزتی ہوئی۔ یہ ہوا وہ ہوا۔ کیونکہ پادری زویمر جامع ازہر میں آکر کتابیں تقسیم کر گیا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو حق کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسلام کی اشاعت کیلئے ان کے دلوں کو کھولدے ؛

خاکسار جلال الدین از حیفا ۸ رمئی ۱۹۲۸ء

مبلغ فلسطین کا دوسرا خط

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حالات بدستور ہیں بعض مسیحیوں سے گفتگو ہوئی ہے۔ جو ایک دفعہ آتا ہے۔ پھر آنے کا نام نہیں لیتا۔ چپ ہو کر چلا جاتا ہے۔ کوئی جواب نہیں بن پڑتا۔ ۲۹ راپریل کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے الفضل کا پرچہ ہے۔ جس میں ایک مضمون ہے۔ اور اس کا عنوان ہے۔ ایک اور شہید یا شہادت چنانچہ کل بتاریخ ۷ رمئی جب اخبار الفضل کے پرچے ملے اور پہلا پرچہ کھولا۔ تو اس میں یہ عنوان تھا۔ "ایران میں ایک احمدی مبلغ کی شہادت" شہزادہ عبدالمجید صاحب کی شہادت کی خبر پڑھکر نہایت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بلند درجات عطا فرمائے۔ اور ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہم ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور ہمیں اس آیت کا مصداق بنائے۔

فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔

خادم جلال الدین از حیفا

رحمۃ للعالمین اور عالم اطفال

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب)

ملک تخیل کے شہر دارالسلام میں بچوں نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ ۱۲ بچے اس میں شامل ہوئے۔ مضمون تھا "رحمۃ للعالمین اور عالم اطفال" اور بجائے مضمون پڑھنے کے یہ قرارداد پاس ہوئی تھی کہ حاضرین میں سے ہر ایک اپنے فہم اور علم کے مطابق "محسن اطفال" صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خوبی یا آپ کی ایک ایسی بات جو مقرر کو پسندیدہ معلوم ہوتی ہو جلسہ میں بیان کرے۔ بشرطیکہ وہ بات بچوں کے متعلق ہو۔

تقریر پریسیڈنٹ

سب سے پہلے پریسیڈنٹ نے مختصر تقریر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ آپ کی پیدائش ۵۷۰ء عیسوی میں عرب کے ملک میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ آپ کا نام آپ کے دادا عبدالمطلب نے محمدؐ رکھا۔ آپ کی پیدائش سے چند روز پہلے آپ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ میرے اندر سے ایک نہایت چمکدار نور نکلا ہے۔ جس سے دور دراز تک کے ملک روشن ہو گئے ہیں۔ آپ کی پیدائش سے کچھ دنوں پہلے ہی آپ کے والد عبداللہ فوت ہو گئے۔ اور اس طرح آپ یتیمی کا داغ لیکر ہی دنیا میں داخل ہوئے۔ پیدائش کے بعد آپ کو حلیمہ دائی کے سپرد کر دیا گیا۔ جو مکہ سے باہر کئی کوس پر رہا کرتی تھیں۔ ۵ سال تک آپ نے وہیں پرورش پائی۔ اس عمر میں آپ نے ایک دن دیکھا کہ دو فرشتے آئے۔ انہوں نے پکڑ کر آپ کو لٹا دیا۔ اور سینہ چاک کرکے دل کو صاف کیا۔ یہ نظارہ کشفی تھا۔ جسے دیکھکر اس گھر کے لوگ ڈر گئے۔ اور دائی نے آپ کو مکہ میں لاکر آپ کی والدہ کے سپرد کر دیا۔ اس دائی اور اس کے خاندان کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر خیال رکھا۔ اور ہمیشہ جب ملتے تو بہت بہت سلوک فرماتے۔ حنین کی لڑائی کے بعد اس کے قبیلہ کے چھ ہزار قیدیوں کو اسی رشتہ کی خاطر آزاد کر دیا۔ آپ چھ سال کے تھے۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی وفات پائی۔ اور آپ کو اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس رہنا پڑا۔ عبدالمطلب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ مگر دو سال بعد وہ بھی فوت ہو گئے۔ پھر آپ کے چچا ابوطالب نے آپکو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ غرض آپ کی بچپن کی عمر صدمہ اور یتیمی کے مصائب میں ہی گذری۔ ذرا بڑے ہوئے تو آپ مکہ کے لوگوں کی بکریاں چرانے لگے۔ گیارہ بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ ایک تجارۃ کے قافلہ کے ساتھ شام کی طرف بھی گئے۔ وہاں ایک عیسائی درویش نے آپ کے بعض حالات دیکھکر یہ خیال کیا کہ یہی شخص بڑا ہو کر وہ نبی بننے والا ہے جس کا ہمیں انتظار ہے۔ اس پر اس نے آپ کے چچا کو تاکید کی کہ آپ کی حفاظت کریں۔ اور یہودیوں کی شرارت سے ان کو بچائیں۔ آپ کے چچا ابوطالب کا بیان ہے۔ کہ میں نے کبھی آپ کو بچپن میں کبھی جھوٹ بولتے یا بیہودہ ہنسی اور بیوقوفی کا کام کرتے یا آوارہ لڑکوں کے ساتھ پھرتے نہیں دیکھا۔ اسی طرح سوال کرنا آپ کو اتنا ناگوار تھا کہ کھانا بھی مانگ کر نہ کھاتے تھے۔ گھر والے دیدیتے تو کھا لیا کرتے تھے۔

بچپن کے حالات تو مختصراً یہ ہیں۔ بڑے ہو کر ۴۰ سال کی عمر میں دنیا کی ہدایت کے لئے خدا کی طرف سے مقرر کئے گئے۔ ۱۳ سال مکہ میں رہے۔ پھر دشمنوں نے وہاں سے نہایت تنگ کرکے نکالا۔ تو مدینہ میں پناہ لی۔ ۱۰ سال وہاں رہکر ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جہاں اور تمام دنیا کے لوگوں کو آپ نے فائدہ پہنچایا ہے۔ وہاں بچوں پر بھی آپ نے بڑا احسان کیا ہے۔ اب میں نمبروار حاضرین میں سے ہر ایک کو بلاتا جاؤں گا۔ تاکہ وہ آنحضرتؐ کے متعلق ایک ایک بات جو آپ نے ہماری جماعت پر احسان کے طور پر کی ہو بیان کرے۔ اور اس طریقہ سے آپ کا شکریہ ادا کرے۔ اور دوسروں کو آپ کی عظمت اور بزرگی سے خبردار کرے۔ اب آپ صاحبان دائیں طرف سے نمبروار باری باری اپنی تقریریں شروع کریں۔

—— (۱) ——

نمبر ۱ نے بیان کیا کہ صاحبان میرے نزدیک ہم پر آنحضرت صلعم کا ایک عظیم الشان احسان یہ ہے کہ آپ نے دختر کشی کی رسم کو دنیا سے دور کیا۔ یہ رسم نہ صرف عرب میں تھی بلکہ ہندوستان میں بھی موجود تھی۔ مفلسی یا غیرت یا رسم و رواج کی وجہ سے معصوم بچیوں کو نہایت ظلم سے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اور پھر اس پر فخر کیا جاتا تھا۔ میرے نزدیک آپ کا یہی ایک احسان ہم پر ایسا وزنی ہے کہ ہم اس کے بوجھ سے سر نہیں اٹھا سکتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

—— (۲) ——

نمبر ۲ نے اٹھکر کہا کہ صاحبان آنحضرتؐ نے رہبانیت کو منع فرما کر نسل انسانی پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ سے پہلے دوسرے مذاہب اس پر بڑا زور دیتے تھے۔ اس سے نہ صرف یہ نقصان تھا۔ کہ قوم کے ایک حصہ کی نسل نہ چلتی تھی۔ بلکہ بہت بڑا نقصان یہ بھی تھا کہ بہترین حصہ کی نسل ضائع ہو جاتی تھی۔ کیونکہ راہب وہی لوگ بنتے تھے جو نیک عقلمند اور بزرگ ہوتے تھے۔ یعنی وہ لوگ جو ریاضتیں اور عبادتیں کرکے اپنے اخلاق اور عادات کو نہایت درجہ درست کر لیا کرتے تھے۔ اور برے اخلاق اور عادات اور خیالات سے پاک ہو کر اسی بات کے لائق ہو جاتے تھے کہ بہترین نسل انسانی کے باپ بنیں۔ اور اپنی خوبیاں آگے چلائیں۔ سو یہی وجہ ہوئی کہ رفتہ رفتہ ان مذاہب میں سے نیک لوگ مفقود ہوتے چلے گئے۔ برخلاف اس کے اسلام میں رہبانیت منع ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں برابر نیک اور بزرگ اور پاک لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھر ویسی ہی نیک نسل آگے بھی چلاتے ہیں۔ دیکھو میرے پردادا ایک ولی اللہ تھے اگر آنحضرت کا صریح حکم اس بارہ میں نہ ہوتا تو دیگر عام اہل مذاہب کی طرح وہ نکاح کرتے نہ اولاد کے لئے کوشش کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ آج میرا وجود دنیا میں نہ ہوتا۔ اس لئے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود ہی پڑھتا رہتا ہوں۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

—— (۳) ——

نمبر ۳ نے اٹھکر کہا۔ کہ صاحبان میں آنحضرتؐ سے اس لئے محبت رکھتا ہوں۔ کہ صرف انہوں نے ہی ایسی دعائیں اور طریقے سکھائے ہیں۔ جن سے آئندہ آنے والی اولاد نیک اور پاکیزہ ہو سکتی ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے۔ کہ آپ نے حکم دیا ہے۔ کہ خاوند اور بی بی اگر اولاد کے ہونے سے پہلے یہ دعا کیا کریں۔ کہ اللّٰھم جنبنا من الشیطٰن وجنّب الشیطٰن ما رزقتنا۔

یعنی "اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہماری پیدا ہونے والی ہے۔ اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ" تو اس نعم کے فضل سے اس بچے میں جو ایسی دعاؤں کے بعد پیدا ہو شیطنت اور گندی باتیں نہیں ہوتیں۔ اور وہ نیک بچہ ہوتا ہے۔ پس ایسا شخص جو اپنی امت کے بچوں کا اتنا خیرخواہ ہو کہ وہ نیک ہو جائیں۔ اور پھر ان کے لئے دعا کا حکم ماں باپ کو دیتا ہو۔ میں ایسے شخص کو بچوں کا بڑا بھاری محسن مانتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ صلی اللہ علیہ وسلم

—— (۴) ——

نمبر ۴ نے کہا میں آنحضرتؐ کو بچوں کا محسن اس لئے بھی مانتا ہوں کہ آپ نے ختنہ کا رواج اپنی امت میں جاری کیا۔ میرے ابا ڈاکٹر ہیں۔ وہ اکثر سنایا کرتے ہیں۔ کہ ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں بعض بڑی بڑی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور بعض بچوں میں بعض اخلاقی عیب بھی ختنہ نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کا یہ احسان مانتا ہوں

کہتا ہوں۔ صلے اللہ علیہ وسلم ؎

(۵)

صاحبان! میں اس وجہ سے آنحضرتؐ سے محبت کرتا ہوں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اکرموا اولادکم یعنی اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اور مذاہب کے لوگ اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں۔ کھانے پینے اور آسائش کا خیال رکھتے ہیں۔ مگر ان کی عزت نہیں کرتے۔ بچوں کو ہمیشہ ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ جو شخص بچوں کی عزت کریگا وہ ان میں ادب اور لیاقت اور خودداری پیدا کریگا۔ ان کو تعلیم بہتر سے بہتر دیگا۔ ان کو عقل سکھائیگا۔ ان کو حیوان نہیں سمجھیگا۔ بلکہ انسان کا سلوک ان کے ساتھ کریگا۔ پس میں اس عزت کی وجہ سے جو آنحضرتؐ نے بچوں کو دی ہے۔ آپ سے محبت کرتا ہوں اور دل و زبان سے کہتا ہوں۔ صلے اللہ علیہ وسلم ؎

(۶)

صاحبان! میں آنحضرتؐ کو اس وجہ سے بھی عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ آپ نے چھوٹے بچوں کو بھی والدین کے ورثہ کا مالک قرار دیا ہے۔ آپ سے پہلے عرب میں یہ دستور تھا۔ کہ بڑے لڑکے ساری جائداد لے کر الگ ہو جاتے اور چھوٹے بھوکے مرتے پھرتے۔ اب بھی یورپ میں بڑا لڑکا ساری جائداد کا وارث بن جاتا ہے۔ اور چھوٹے اس کے دست نگر ہوتے ہیں۔ یا فاقہ کشی کرتے ہیں یہ آنحضرتؐ کا بڑا احسان ہے۔ کہ آپ نے ساری اولاد کو والدین کا وارث بنایا۔ اور ان میں تفریق نہ کی۔ چونکہ میں بھی اپنے بہن بھائیوں میں چھوٹا ہوں اور والد مرحوم کے ورثہ کا برابر کا حقدار ہوں۔ اس لئے اس کو آنحضرت صلعم کا ہی احسان سمجھتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ صلے اللہ علیہ وسلم ؎

(۷)

صاحبان! میں آنحضرتؐ کا ایک عظیم الشان احسان یہ بیان کرتا ہوں۔ کہ آپ نے نہایت تاکید کی ہے۔ کہ اپنی لڑکیوں کی تربیت اچھی کرو۔ اور ان کو علم پڑھاؤ۔ تاکہ آئندہ نسلیں اچھی پیدا ہوں اور نیک تعلیم یافتہ مائیں اپنی اولاد کو عمدہ شہری اور با اخلاق انسان بنا سکیں۔ میرے نانا بڑے دیندار اور حدیث پر عمل کرنے والے آدمی تھے۔ اس حکم کو پڑھکر انہوں نے میری والدہ یعنی اپنی بیٹی کی خاص طور پر تعلیم و تربیت کی۔ اور اب میری والدہ نہ صرف میرے لئے باعث رحمت ہیں۔ بلکہ محلہ کے بہت سے بچوں کو علم کی دولت سے مالا مال کر رہی ہیں۔ چونکہ یہ مجھ پر بھی احسان ہے۔ اس لئے میں دل سے آپ پر درود بھیجتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و بارک وسلم ؎

(۸)

صاحبان! آنحضرتؐ کا ہم پر یہ احسان ہے۔ کہ پیدائش کے بعد بھی آپ نے بچوں کی بہتری کے لئے امت کو دعائیں کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور بعض دعائیں خود سکھائی ہیں۔ میرے ابا جان جب دعا کرتے ہیں۔ تو ہم سب بھائی بہنوں کے لئے بھی اس وقت وہ دعا کرتے ہیں۔ اور ہم لوگ ان دعاؤں کا اثر اپنی طبیعت اور دل پر محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دعا کیا کرتے ہیں۔ کہ اللھم اجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام (اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی اور شرک سے بچا) ربنا ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک (اے رب میری اولاد میں ہمیشہ تیرے فرمانبردار لوگ پیدا ہوتے رہیں) رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی (اے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز کی باقاعدہ پابندی کی توفیق دے) ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما (اے رب ہماری بیبیاں اور بچے ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔ اور ہم کو پرہیزگاروں کا لیڈر بنادے) غرض یہ دعائیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل مسلمانوں کو سکھائی گئیں اور جنہیں اپنے بچوں کے لئے کئی مسلمان توجہ اور درد دل سے مانگتے ہیں۔ یہ آپ کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ اور آپ اس بات کے مستحق ہیں کہ ہم لوگ بھی کہا کریں۔ صلے اللہ علیہ وسلم

(۹)

صاحبان! میں ایک یتیم لڑکا ہوں۔ اور مجھ پر آپ لوگوں سے بھی زیادہ آنحضرتؐ کا احسان ہے۔ میرا متولی جو میری پرورش کرتا ہے۔ وہ ایک نیک آدمی ہے۔ اور مجھ کو اپنے بچوں کی طرح رکھتا ہے۔ جب کوئی شخص گھر میں سے مجھ کو ستاتا ہے۔ تو میرا مربی فوراً ان کو منع کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ دیکھو قرآن میں حکم ہے۔ فاما الیتیم فلا تقہر۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ یتیم کی دلجوئی کرو۔ انا وکافل الیتیم کھاتین (میں اور یتیم کی پرورش کرنے والے جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے)۔ پس آپ کی تعلیم اور فرمان کی وجہ سے مجھے اس کے پاس سب آرام مل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آنحضرتؐ کی یتیم پروری مشہور ہے۔ وہ دریتیم خود بھی یتیمی کی مصیبتوں میں سے گذر چکا تھا۔ تمام دنیا کے یتیموں کا محسن ہے ثمال الیتامیٰ عصمۃ الارامل صلے اللہ علیہ وسلم

(۱۰)

صاحبان! میں آپ کو آنحضرتؐ کا ایک احسان سناتا ہوں جو ہم لڑکے لڑکیوں پر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ یعنی اے لوگو تم میں سے ہر شخص نگران اور نگہبان ہے۔ اور ہر ایک اپنی رعیت کا خدا کے روبرو جوابدہ ہے۔ اس ارشاد سے آپ نے ہر ماں ہر باپ ہر بھائی ہر چچا ہر دادا خاندان کے ہر بڑے بزرگ اور ہر استاد کے ذمہ یہ لگا دیا ہے۔ کہ تم بچوں کے اخلاق اور عادات اور نگرانی اور تعلیم کے خدا کے روبرو ذمہ وار ہو۔ تم سے سوال کیا جائیگا۔ کہ کیوں ان میں فلاں بدی پیدا ہوئی۔ اور کیوں فلاں نیکی ان میں موجود نہیں۔ اور کیوں باوجود اہلیت کے فلاں قسم کی ترقی انہوں نے نہیں کی۔ اور کیوں باوجود مقدرت کے تعلیم ان کے مناسب حال ان کو نہیں دی گئی۔ غرض یہ ذمہ داری جو آپ نے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ والدین اور بزرگوں پر لگائی ہے۔ اس میں تمام بچوں کا فائدہ اور بہبودی ہے۔ پس اس جامع اور دائمی حکم کی وجہ سے ہم سب آپ کے احسان کے بوجھ کے نیچے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم ؎

(۱۱)

صاحبان! میں اس وقت آنحضرتؐ کا ایک احسان بیان کرتا ہوں جو نہ صرف عام ہے۔ بلکہ مجھ پر بھی خاص ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے متبنیٰ بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کے لڑکے کو اپنا بیٹا نہیں بنا سکتا۔ مجھ کو اس سے یہ فائدہ پہنچا ہے۔ کہ میرے چچا بڑے مالدار آدمی ہیں۔ ان کی کوئی اولاد نہیں۔ ان کی بیوی نے بہت چاہا کہ کسی طرح اپنی برادری کے ایک لڑکے کو بیٹا بنالیں۔ اور سب جائداد اس کے نام لکھدیں۔ اور شرعی وارثوں کو محروم کردیں۔ مگر میرے چچا مسلمان آدمی ہیں۔ انہوں نے بہت سے مولویوں سے فتویٰ لیا۔ مگر کسی نے اجازت نہ دی۔ اور یہی کہا کہ اسلام میں متبنیٰ ناجائز ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے کسی کو متبنیٰ نہیں کیا۔ اور ہم جو ان کے جائز وارث ہیں اپنے حقوق سے محروم نہیں ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲)

صاحبان! میں نے آنحضرتؐ کا ایک ذکر سنا ہے۔ اور اس کی وجہ سے مجھے آپ سے بہت محبت پیدا ہوئی۔ وہ آپ کا ایک حکم ہے۔ جو کمال عدل اور انصاف پر مبنی ہے۔ ایک صحابی نے اپنے ایک لڑکے کو کچھ مال دیا اور آنحضرتؐ کے پاس آکر عرض کیا۔ کہ یا حضرت آپ گواہ رہیے۔ میں نے اپنا یہ مال اس بیٹے کو دیدیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم نے اتنا ہی مال اپنے دوسرے سب بچوں کو بھی دیا ہے یا نہیں؟ ان صحابی نے کہا کہ حضرت نہیں صرف اسی کو دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر میں ظلم کے کام پر گواہ نہیں بنتا۔ اب دیکھو اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ بچوں پر ان کے والدین سے بھی زیادہ مہربان تھے۔ آپ اس بات کو

ظلم قرار دیتے ہیں۔ کہ کسی خاص بیٹے کو کچھ دیا جائے۔ اور دوسروں کو اتنا نہ دیا جائے۔ دنیا میں بہت سے ماں باپ ایسے ظلم میں مبتلا ہیں اور ان کے خیال میں بھی کبھی نہیں آتا کہ ہم دوسروں کی حق تلفی کر رہے ہیں۔ یہ آنحضرتؐ ہی تھے جنہوں نے دنیا کو ایسے ظلموں سے آگاہ کیا۔

میری والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ ہمارے والد کی دوسری شادی سے میرے دو بھائی ہیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ جائداد دوسری بیوی کے بچوں کے نام ہبہ کر دیں۔ مگر خدا بھلا کرے ایک مولوی صاحب کا جنہوں نے ان کو یہ واقعہ آنحضرتؐ کا سنایا۔ سنکر انہوں نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا۔ اور اب کہتے ہیں۔ کہ میں سارے لڑکوں کو برابر کا حصہ لکھدوں گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

—— :(۱۳): ——

صاحبان! آپ جانتے ہیں۔ کہ میں ایک دکان پر ملازم ہوں۔ غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ قریباً روز مار کھاتا ہوں۔ اور جھڑکی یا جرمانہ تو معمولی بات ہے۔ ایک دن مسجد میں وعظ ہو رہا تھا۔ میں نے وہاں سنا کہ آنحضرتؐ کے پاس ایک لڑکا خادم تھا۔ اس کا نام انس تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ۸ برس کا تھا۔ جب آنحضرتؐ کے پاس میری والدہ نے مجھے چھوڑا اور قریباً آٹھ برس یعنی آپؐ کی وفات تک میں آپؐ کے پاس رہا۔ مگر اس سارے عرصہ میں کبھی آپؐ نے مجھ سے یہ نہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا۔ یا کیوں نہیں کیا۔

میں آپؐ کا یہ حال سنکر حیران ہی ہو گیا۔ کہ ایک میں ہوں کہ دن بھر میں آٹھ دفعہ اپنے آقا سے پٹتا ہوں۔ اور ایک وہ آقا ہے کہ جس کے نوکر نے ۸ سال میں ایک دفعہ ہوں بھی نہیں سنی۔ میرے دل میں آپؐ کی نسبت بے اختیار محبت اور عزت کا جذبہ پیدا ہوا۔ میری آنکھوں میں اس وقت آنسو تھے اور میری زبان پر تھا صلے اللہ علیہ وسلم۔

—— :(۱۴): ——

صاحبان! میں اپنی ماں کا اکیلا بچہ ہوں۔ میرے بعد تین بہن بھائی اور پیدا ہوئے۔ مگر سب فوت ہو گئے۔ آخری بچہ جو میرا بھائی تھا وہ حال ہی میں فوت ہوا۔ میری ماں کو ان پے در پے موتوں سے سخت صدمہ پہنچا۔ وہ ہر وقت روتی رہتی تھیں۔ اور غم کے مارے ان کا کھانا پینا تک چھٹ گیا تھا میں اپنی عقل کے موافق بہت تسلی دیتا اور ان کو کتابیں اور کہانیاں پڑھکر سناتا۔ اور ان کا جی بہلانے کی کوشش کرتا۔ اسی طرح ہمارے اور رشتہ دار بھی کوشش کرتے۔ مگر ان کا غم کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔ آخر ہمارے ایک بزرگ رشتہ دار ایک دن ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اور انہوں نے میری والدہ کے روبرو بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کے تین بچے چھوٹی عمر میں مر جائیں۔ اور وہ صبر کرے تو اس کی جنت کی ضمانت میں لیتا ہوں۔ اس پر ایک بی بی نے پوچھا کہ یا حضرت جس کے دو مر جائیں آپؐ نے فرمایا۔ وہ بھی جنت میں جائیگی۔ پھر وہ بولی کہ حضرتؐ جس کا ایک ہی بچہ مرا ہو آپؐ نے فرمایا۔ وہ بھی۔ جب سے آنحضرتؐ کا یہ شفقت بھرا تسلی دینے والا کلام میری ماں نے سنا ہے۔ اس وقت سے ان کے دل کو صبر آ گیا۔ اور وہ حالت جاتی رہی۔ اور ہم سب ان کے صبر کی وجہ سے شکر گذار ہیں۔ واقعی جیسا کہ پچھلے نوشتوں میں تھا سچی تسلی دینے والا یہی نبی ہے صلے اللہ علیہ وسلم

—— :(۱۵): ——

صاحبان! میں آنحضرتؐ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ جس سے آپؐ کی شفقت بچوں کے ساتھ معلوم ہوتی ہے ایک دفعہ آپؐ کے پاس آپؐ کے خاندان کے بچے آئے۔ آپؐ نے ان کو اپنے ساتھ لپٹایا اور ان کو پیار کیا۔ ایک بدو وہاں بیٹھا تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگ تو اپنے بچوں کو اس طرح پیار نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا۔ بھائی اگر خدا نے ہی تمہارے دلوں سے رحم کو نکال دیا ہے۔ تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ صلے اللہ علیہ وسلم

—— :(۱۶): ——

صاحبان! آپ جانتے ہیں کہ اکثر بچے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور بچپن کی عادت پھر بڑے ہو کر بھی نہیں چھٹتی اور یہ جھوٹ اکثر ماں باپ خود سکھاتے ہیں۔ پھر جب بچہ خوب جھوٹ بولنے لگتا ہے تو حیران ہو کر کہتے ہیں۔ کہ خبر نہیں اسے جھوٹ کی عادت کس نے لگا دی۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ ایک صحابی کے ہاں گئے۔ وہاں ان کی بی بی اپنے بچہ کو بلا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ یہاں آؤ۔ تو میں تمہیں کچھ دوں۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تم اسے کیا دوگی؟ عرض کیا کہ چھوارہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم بچوں سے وعدہ کرو گی۔ اور پھر ان کو کچھ چیز نہ دو گی۔ تو ایک جھوٹ کا گناہ تمہارے اعمال نامہ میں لکھا جائیگا۔ صلے اللہ علیہ وسلم اگر والدین بچوں سے جھوٹ نہ بولیں۔ تو دنیا میں جلد ایک راستباز قوم پیدا ہو جائے ؏

—— :(۱۷): ——

صاحبان! ہماری ایک کتاب میں آنحضرتؐ کے بچپن کا ایک واقعہ لکھا ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برخلاف اپنے زمانہ کے رواج اور اپنی قوم کی عادات کے آپ کس قدر حیا دار اور شرم والے تھے۔ ایک دفعہ مکہ میں کعبہ کی مرمت پر شہر کے لوگ پتھر وغیرہ ڈھو رہے تھے۔ آپؐ بھی چند نوعمر لڑکوں کے ساتھ اس کام میں لگے ہوئے تھے۔ اس وقت ان سب نے اپنے تہ بند اتار دئے تھے اور ننگے یہ کام کر رہے تھے۔ اور کپڑا اپنے مونڈھوں پر ڈال لیا تھا۔ کہ پتھروں سے چھل نہ جائے۔ اس سارے گروہ میں صرف ایک ہی حیادار لڑکا تھا جو تہ بند باندھے تھا۔ اور برہنہ نہ تھا۔ اور وہ محمد تھا۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

—— :(۱۸): ——

صاحبان! آنحضرتؐ کی مسجد میں ایک زمانہ میں عورتیں بھی نماز کے لئے آیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ کبھی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ میں نماز کو لمبی کرنا چاہتا ہوں۔ مگر پیچھے سے کسی بچہ کے رونے کی آواز آ جاتی ہے۔ وہ سنکر میں نماز مختصر کر کے جلدی ختم کر دیتا ہوں۔ تا کہ بچہ کو اور اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔ صلے اللہ علیہ وسلم

—— :(۱۹): ——

صاحبان! عیسائی کہتے ہیں۔ کہ انسان پیدائشی گنہگار ہے۔ اور ہندو کہتے ہیں کہ وہ اپنے پچھلے گناہوں کی سزا میں اس دنیا میں آیا ہے۔ بہرحال بچہ گنہگار ہے۔ آنحضرتؐ نے اس مصیبت کو ہم پر سے دور کیا۔ اور فرمایا کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔ یعنی ہر بچہ معصوم اور دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین یا مربی اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔" یہ آپؐ کا ہم پر کتنا احسان ہے۔ کہ انسانی بچہ کو بے گناہ اور فطری معصوم قرار دیا۔ اور ہمیں بڑی ڈھارس دی۔ کہ کفر اور گناہ دوسروں کے اثر اور صحبت سے پیدا ہوتا ہے۔ انسان کا اپنا قاعدہ نہیں ہے۔ اور اس طرح ہم کو اپنے پر اعتقاد پیدا کرا دیا۔ اور ہدایت حاصل کرنے کا راستہ کھول دیا۔ اور ایک مصیبت کا بوجھ جو دوسرے مذاہب نے ہمارے سر پر رکھا ہوا تھا۔ اسے بالکل اتار کر پھینکدیا صلی اللہ علیہ وسلم

—— :(۲۰): ——

صاحبان! میں آخری مقرر ہوں۔ اس لئے آخرۃ کا مضمون ہی بیان کروں گا۔ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ جو بچے چھوٹے مر جاتے ہیں۔ ان کا کیا حشر ہو گا؟ آیا وہ جنت میں جائینگے۔ یا دوزخ میں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالے حشر کے میدان میں ان کو موقعہ دیگا۔ اور ان کیلئے وہیں نبی مبعوث کیا جائیگا۔ پھر جو اس کو قبول کر لیں گے وہ جنت میں جائینگے کیونکہ عذاب نہیں دیا جائیگا۔ جب تک اتمام حجۃ نہ ہو۔ اور جو چھوٹی عمر میں مر گیا اس پر اتمام حجت کہاں ہوئی۔ پس یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ وہ اس جہان میں بھی نبی مبعوث کریگا۔ اور رحمت کا ہاتھ پھیلائیگا۔ تا کہ لوگ نجات حاصل کر سکیں یہ علم بھی ہم کو آنحضرتؐ کی معرفت ہی حاصل ہوا۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

پریسیڈنٹ کی آخری تقریر

صاحبان! اب میں اس جلسہ کو برخواست کرتا ہوں۔ اور جانے سے پہلے ایک ضروری بات جو میرے خیال میں آئی ہے۔ اس کو بیان کر دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں اپنے تین چار ساتھیوں کو جانتا ہوں جن کو آنحضرت صلعم کے ایک حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے سخت جسمانی نقصان پہونچ چکے ہیں۔

رام چند کو ماسٹر نے ایک سخت مکہ منہ پر مارا۔ دو دانت نکل پڑے۔ اور ہمیشہ کے لئے بدشکل ہوگیا۔ اور الفاظ بھی صحیح نہیں بول سکتا۔ پال کو اس کے باپ نے تھپڑ مارا۔ کان کا پردہ پھٹ گیا۔ خون بہنے لگا۔ پھر پیپ آتی رہی۔ پھر بہرا ہو گیا۔ نتھو کو اس کے چچا نے منہ پر بید مارا۔ بدقسمتی سے آنکھ پر لگی۔ ڈیلہ پھٹ گیا۔ اب بچارا کانا ہو گیا ہے۔ رام سنگھ کو اس کے محلہ کے آدمی نے کئی تھپڑ اور مکے منہ پر مارے۔ اب یہ ہو گیا ہے کہ دو سال اس واقعہ کو ہو گئے۔ دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ذہن کند ہو گیا ہے۔ عقل کم ہو گئی ہے۔ پڑھا لکھا یاد نہیں رہتا۔ نہایت ذہین اور ہوشیار لڑکا تھا۔ جو بیوقوف اور کند ذہن ہو گیا اور دماغ مستقل طور پر خراب ہو گیا۔

یہ سب نتیجہ ہیں منہ پر مارنے کے۔ آنحضرت صلعم نے منع فرمایا ہے کہ کبھی چہرہ پر نہ مارو۔ پس اگر لوگ اس ہدایت اور رحم کی تعلیم پر عمل کریں۔ اور بچوں کے منہ پر نہ مارا کریں۔ تو بہت سے فسادوں سے نجات ہو سکتی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس کے بعد ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے درود پڑھتے ہیں اور جلسہ کو ختم کرتے ہیں۔ اور دعاء کرتے ہیں کہ خدا ہم کو آنحضرتؐ کی پیروی کی توفیق دے۔ اور آپؐ کی محبت ہمارے دلوں میں زیادہ ہو۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

لنڈن میں عید اضحی

احمدی مبلغ مولوی عبدالرحیم صاحب ایم اے کا تار

لنڈن سے مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے امام مسجد احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے نام مندرجہ ذیل برقی پیغام یکم جون ۱۹۲۸ء کو بھیجا ہے۔

کل یہاں عید منائی گئی۔ ساٹھ آدمی نماز عید میں شامل ہوئے۔ دوپہر کے بعد مسٹر ڈینی سن راس (پریزیڈنٹ کانفرنس مذاہب لنڈن) نے اسلام پر ایک لیکچر دیا۔ اور اثنائے لیکچر میں حضور کے مذہبی کانفرنس میں حصہ لینے کے متعلق نہایت ہی تعریف آمیز الفاظ میں ذکر کیا۔ سر ایڈورڈ میکلیگن صاحب بہادر (سابق گورنر پنجاب) نے اپنی تقریر میں ہماری جماعت کی خدمات اور ہمارے خیالات کی وسعت کی تعریف کی۔ مسٹر عبداللہ یوسف علی (سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور) اور سری حضور مہاراجہ صاحب بردوان نے انگلستان اور ہندوستان میں ہمارے کام کے متعلق پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ میں نے حاضرین سے خان صاحب فرزند علی صاحب کا تعارف کرایا اور ان سے خان صاحب موصوف کے ساتھ تعاون کرنے کی درخواست کی۔ سر ایڈورڈ میکلیگن نے میری واپسی کے متعلق رنج کا اظہار کیا۔ اور خان صاحب کو اپنی ہمدردی کا یقین دلایا۔ عید کے موقعہ پر ۱۵۰ ممتاز اور نامور آدمیوں کا مجمع تھا۔ جن میں وائی کونٹ ایلن بی اور ان کی محترم بیگم صاحبہ اور لارڈ لے اور پارلیمنٹ کے ممبر شامل تھے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا نتیجہ

اس سال ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے ۲۶ طلباء انٹرنس کے امتحان میں شریک ہوئے تھے۔ جن میں سے بفضل خدا ۱۶ پاس ہوئے۔ اور نتیجہ ۶۲ فیصدی رہا۔ اس لحاظ سے کہ ہمارے سکول میں ایسے لڑکے بھی ہوتے ہیں۔ جو باہر سے نہایت کمزور حالت میں آکر داخل ہوتے ہیں۔ نتیجہ تسلی بخش ہے۔ مقامی آریہ سکول کے صرف آٹھ طلباء بیس میں سے پاس ہوئے ہیں۔

جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر اور دیگر منتظمین اس کوشش میں ہیں کہ نتائج اس سے بھی بہتر اگلے سال نکلیں اور ہمیں امید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سکول ہر پہلو سے ترقی کرتا جائے گا۔

ذیل میں اس سال پاس ہونے والے طلباء کے نام معہ حاصل کردہ نمبروں کے درج کئے جاتے ہیں۔

نمبر	نام	نمبر حاصل کردہ	نمبر	نام	نمبر حاصل کردہ
۱	الٰہی بخش	۴۷۹	۲	عطاء اللہ	۴۶۶
۳	محمود احمد	۳۴۴	۴	بشیر احمد	۴۳۱
۵	عطاء اللہ خاں	۴۱۶	۶	مرزا محمد اسلم حیات بیگ	۴۶۸
۷	مرزا منصور احمد	۳۸۰	۸	عبدالرب پٹھان	۳۲۶
۹	عبداللہ خاں	۴۳۳	۱۰	ہربخش سنگھ	۲۶۶
۱۱	فیض احمد	۳۶۲	۱۲	چوہدری عبداللہ	۴۰۵
۱۳	محمد رفیع	۳۳۶	۱۴	سورج سنگھ	۳۷۸
۱۵	عبدالرشید	۳۹۳	۱۶	چراغ دین	۳۰۸

معزز معاصر ہمدم کا شکریہ

صوبہ متحدہ کا معزز روزانہ اخبار ہمدم جس ہمدردی اور خوبی سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پاک اور مقدس سیرت پر لیکچر دینے کیلئے ۱۷ جون کے جلسوں کو کامیاب بنانے اور خاص کر مسلمانان لکھنؤ کو اس مبارک کام کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ اور سرورِ دو عالمؐ سے محترم ایڈیٹر صاحب ہمدم کے اخلاص اور محبت کا بہت بڑا ثبوت۔ اس وقت مسلمانوں کی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے ایسے ہی مخلص اور ہمدرد اصحاب کی ضرورت ہے۔ ہم لکھنؤ کے ان معززین کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جو ۱۷ جون کے جلسہ کو کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اور ان کی دینی حمیت کو قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ دیگر مقامات کے مسلمانوں کو بھی ان کی تقلید کرنی چاہیئے۔

اسی سلسلہ میں ہم جناب حکیم برہم صاحب ایڈیٹر مشرق ایڈیٹر صاحب اخبار انقلاب۔ اور ایڈیٹر صاحب اخبار وکیل کے بھی تہ دل سے ممنون ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔

ہندوستان کی خبریں

شملہ - ۸ رجون - حکومت پنجاب نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا ہے - جسمیں ملک پور ضلع انبالہ کے فساد کی تفصیل ہے - یہ فساد ایک ایسی گائے کی قربانی کرنے سے رونما ہوا جس کی اجازت ڈپٹی کمشنر سے لی گئی تھی - سب ڈویژنل افسر نے سمجھوتہ کرانے کی کوشش کی - مگر کامیابی نہ ہوئی - ساڑھائی بجے کے قریب یکایک سکھ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے - سب ڈویژنل افسر مذبح کی حفاظت کر رہے تھے - وہ پولیس کیساتھ فوراً موقع پر پہنچ گئے اور متخاصمین کو منتشر ہو جانے کی ترغیب دیتے رہے - لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوا - آخر کار اس مجمع کو خلاف قانون قرار دیکر منتشر ہو جانے کا حکم دیا - جب اس حکم کی کسی نے تعمیل نہ کی تو قریب ایک سو گز کے فاصلے سے آپ نے گولی چلانے کا حکم دیا - گولی چلنے پر سکھ بھاگ پڑے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا - لوگ دوبارہ جمع ہو گئے - اور لڑائی پھر شروع ہو گئی - سب ڈویژنل افسر نے مکرر فائر کرنے کا حکم دیا - سکھوں کی ایک جماعت پر جو گاؤں میں داخل ہونے کی دھمکی دے رہی تھی - تیسری دفعہ گولی چلانے کا حکم دیا گیا - چنانچہ اس کارروائی سے چار آدمی مارے گئے - کل دس آدمی مقتول ہوئے - انمیں چھ سکھ دو مسلمان ایک عیسائی اور ایک ہندو شامل ہیں - نو مجروحین ہسپتال میں داخل کئے گئے -

لاہور - ۱۰ رجون - ناظرین کو یاد ہوگا - کہ لاہور میں ایک پٹھان نے ۲ ہزار روپے میں ایک ہیرا فروخت کیا تھا - جس کی قیمت تیس لاکھ روپے سے زیادہ بیان کی جاتی ہے - پولیس پشاور سے فروخت کنندہ پٹھان کو گرفتار کر کے لائی - پٹھان کا بیان ہے - کہ اس نے یہ ہیرا ایک افغان شہزادہ کی جائداد سے اس وقت لوٹا تھا جب تاجدار افغانستان نے اس کے مکان اور جائداد کی لوٹ کا عام حکم دیدیا تھا - استغاثہ کا بیان ہے - کہ یہ ہیرا افغانستان کے شاہزادہ نصر اللہ خاں کی ملکیت تھا - ملزم چرا کر لے آیا - اور یہاں فروخت کر گیا - سفیر کابل نے اس بیان کی تصدیق کی تھی - ملزم حوالات میں ہے - اور تحقیقات جاری ہے ؛

پشاور - ۶ رجون - چند روز ہوئے کہ شہر پشاور کے قریب ایک گاؤں میں نواب خان نامی ایک مشہور مفرور کی گرفتاری عمل میں آئی - اس شخص کو فرار ہوئے بارہ سال ہو گئے تھے - قبل ازیں تین مرتبہ رسالہ اور بارڈر پولیس کے سینکڑوں سواروں نے اسے گرفتار کرنے کی غرض سے حلقہ میں محصور بھی کر لیا - لیکن گرفتار نہ کر سکے - گرفتاری کے بعد ڈپٹی کمشنر کے سامنے اسے پیش کیا گیا تو اس نے مفرور سے پوچھا کہ تم تو بڑے بہادر اور دلاور تھے - ابکے کیسے گرفتار ہو گئے - ملزم نے بڑی دلیری سے جواب دیا - کہ جس طریقہ سے مجھے گرفتار کیا گیا - وہ انتہا درجہ کا بزدلانہ ہے - میں اس پر نفریں کرتا ہوں - اب بھی مجھے میری بندوق اور کارتوسوں کے گچھے دیدو - اور پورے رسالے کو میرے پیچھے چھوڑ دو - اور دیکھو کہ کون مجھے گرفتار کر سکتا ہے - ان الفاظ کے سننے سے ڈپٹی کمشنر پر بڑا اثر ہوا - اس نے اپنی جیب سے ملزم کو دس روپے انعام دیا -

دہلی - ۹ رجون - حکومت پنجاب نے میانوالی - جھنگ، گوڑگاؤں، ڈیرا غازی خاں، کانگڑہ، شملہ، انبالہ مظفر گڑھ اور حصار کو تلوار کے لائسنس سے بالکل مستثنےٰ کر دیا ہے - اور باقی اضلاع کے لئے بھی بہت نرم شرائط مقرر کی ہیں ؛

ہمعصر ریاست کو معلوم ہوا ہے - کہ صوبجات متحدہ کی ایک ریاست کے نواب صاحب نے اپنے ولیعہد کو مجبور کر کے اس کی بیوی کو طلاق دلوا دیا اور طلاق کے بعد اس عورت سے جو اس کی لڑکیوں کی حیثیت رکھتی تھی خود نکاح کیا -

سہارنپور ۹ رجون - رام پور منہاراں میں ایک طوفان زور سے آیا - نہ معلوم کس وجہ سے آگ لگ گئی - جس سے تقریباً ۳۵۰ مکانات جل کر خاک ہو گئے ہیں - ۹ جانیں تلف ہوئی ہیں -

مدراس - ۷ رجون - وسطی ٹراونکور کے ایک گاؤں میں ایک ایسی مہیب آواز آئی جو آج تک کسی نے نہیں سنی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین سے پانی کا ایک تودا پھوٹ پڑا جو بیس سے تیس فٹ اونچا تھا - یہ تودا چاول کے ایک کھیت میں کئی منٹ تک اسی حالت میں قائم رہا - ہولناک آواز سنائی دیتی رہی - اس شور کو سن کر بہت سے آدمی جمع ہو گئے لیکن سوائے اس کے انہیں اور کچھ دکھائی نہ دیا - کہ موقعہ پر کوئیں کی مانند ایک گہرا گڑھا ہو گیا تھا -

حضور نظام حیدر آباد نے بٹلر کمیٹی کے پاس ایک یادداشت ارسال فرمائی ہے - جس کا مفاد یہ ہے کہ حیدر آباد کے ساتھ بجائے اس قسم کے برتاؤ کے جو ہندوستان کی متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے ساتھ بحالت موجودہ کیا جاتا ہے - حکومت برطانیہ اور حکومت نظام کے مالی اور سیاسی تعلقات اس قسم کے ہونے چاہئیں - جیسے کہ حکومت برطانیہ کے دیگر آزاد ممالک افغانستان اور ایران وغیرہ سے ہیں -

نرن راجستھان کا بیان ہے - کہ ۳۰ رمئی کو جودھپور میں بھی بقرعید کے روز فساد ہو گیا - بیان کیا جاتا ہے - کہ ایک مسلمان ایک بکری بازار سے لا رہا تھا - ہندوؤں نے مزاحمت کی - پولیس بکری کو کوتوالی لے گئی - ۲ ہزار مسلمان جمع ہو گئے - اور بکری کا مطالبہ کرنے لگے - پولیس کی امداد کے لئے ریاست کا رسالہ بھی پہونچ گیا - جس نے نیزوں کی نوکوں سے مسلمانوں کو منتشر کیا - کئی مسلمان زخمی ہوئے -

راولپنڈی - ۷ رجون - نوانشہر کے شمال و مشرقی کونے پر ایک نوجوان کسان کو توپ کا ایک گولہ جو چاندماری کی مشق کے بعد توپخانہ غلطی سے چھوڑ گیا تھا پڑا ہوا ملا - نوجوان نے اسے اٹھایا اس کے اٹھاتے ہی رگڑ سے آتشیں مادہ بھڑک اٹھا - اور فوراً نوجوان کے ٹکڑے اڑ گئے گوشت اور ہڈیوں کے متفرق اجزاء متفرق مقامات سے دستیاب ہوئے - تاہم بیان کیا جاتا ہے - کہ پورے اجزاء حاصل نہیں ہو سکے ؛

راولپنڈی - ۷ رجون - افغانستان میں فوجی تعلیم لازمی کر دی گئی ہے - اور اس پر سختی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے - چنانچہ شاہ امان اللہ خاں کا ایک رشتہ دار آغا محمد حسین خاں پریڈ میں شامل نہ ہو سکا تو حکام بالادست نے اس سے تاوان طلب کرنے کے علاوہ معافی بھی منگوائی ؛

غیر ممالک کی خبریں

ایتھنز - ۸ رجون - ۲۸ اپریل کے زلزلے سے جو مکانات متزلزل ہو رہے تھے - ایک تازہ شدید زلزلے سے گر گئے - یہ زلزلہ ایتھنز میں بھی محسوس ہوا -

ٹوکیو - ۸ رجون - آج صبح جب وزیر اعظم جاپان ایک کانفرنس میں شامل ہونے کیلئے ریلوے اسٹیشن پہنچا تو ایک شخص نے مزدوروں کے لباس میں [illegible] ہوئے اسے قتل کرنے کی کوشش کی لیکن پولیس اور [illegible] اعظم کے باڈی گارڈ پہنچ گئے اور ملزم گرفتار ہو گیا -

طہران - ۶ رجون - شاہ افغانستان اور ملکہ معظمہ نے دوشنبہ کے روز طفلس کا معائنہ فرمایا - جارجیہ کونسل کے نمائندگان جمہور نے آپ کو ضیافت میں مدعو کیا - کل آپ رشت کو روانہ ہو جائیں گے -

الاہرام مصر رقمطراز ہے کہ حکومت جرمن کو امید ہے کہ شاہ فواد - آقائے رضا شاہ پہلوی اور مصطفیٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ ترکیہ اس سال جرمنی کی دار الحکومت میں تشریف لائینگے -

یروشلم - ۴ رجون - دمشق سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بعلبک کے سیاسی رہنماؤں نے عربی شام کی حکومت کے متعلق ایک جلسہ منعقد کیا - جلسہ کی اکثریت کسی بادشاہ کے مقرر کرنے کی حامی تھی - تجویز قرار پائی - کہ اگر سلطان ابن سعود منظور کریں تو ان کے زیر نگیں [illegible] متحدہ حکومت سلطنت قائم کی جائے ؛

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا